خطبۂ جمعۃ المبارک — شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

رسول اللہ ﷺ کے حقوق

''اللہ رب العزت ہمیں اپنے پیغمبر اکرم الخلائق سید وُلد آدم محمد رسول اللہ ﷺ کے حقوق سمجھنے کی توفیق دے دے تو بہت بڑی سعادت ہوگی۔ کتاب وسنت کے مطالعے سے میرے سامنے تقریباً دس حقوق آئے ہیں، جو اللہ کے نبی ﷺ کے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

پہلا حق: ایمان لانا۔ دوسرا حق: اطاعت کرنا۔

تیسرا حق: اتباع کرنا۔ چوتھا حق: متنازع فیہ مسائل میں رسول کو حاکم ماننا۔

(یعنی اختلافی مسائل میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ بخوشی وبتسلیم ورضا قبول کرنا)

پانچواں حق: آپ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے۔

چھٹا حق: آپ ﷺ کے فرامین کو کافی سمجھنا۔

ساتواں حق: آپ ﷺ سے خیر خواہی کرنا۔

آٹھواں حق: آپ ﷺ سے محبت کی جائے۔

نواں حق: آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے۔ دسواں حق: آپ ﷺ پر درود پڑھنا۔

یہ دس حقوق ہیں جن کا کتاب وسنت میں ذکر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان حقوق کی بنا پر اللہ کے پیغمبر کے ساتھ تعلق قائم کیا، اب اللہ کے پیغمبر کی ایک پیشین گوئی سن لیجیے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اس امت کی سعادت، اس امت کی بھلائی، اس امت کی خیر اس امت کے پہلے طبقے اور پہلی جماعت میں ہے (صحیح مسلم: ۱۸۴۴) جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے، جنھوں نے ان حقوق کے ساتھ اللہ کے پیغمبر سے تعلق جوڑا، اللہ کے پیغمبر پر ایمان لائے، اللہ کے پیغمبر کی اطاعت کی، اللہ کے پیغمبر کی اتباع کی، آپ کے ساتھ خیر خواہی کی، اللہ کے پیغمبر سے محبت کی، اللہ کے پیغمبر کی تعظیم کی، اللہ کے پیغمبر پر درود پڑھے، یہ تمام جو حقوق ہیں انھیں نبھایا۔'' (خطباتِ رحمانی ص ۴۵۔۶۱ ملخصاً، ترتیب مولانا محمد طیب محمدی حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

ماہنامہ
ضربِ حق
سرگودھا

مدیر
سیّد محمد سبطین شاہ نقوی
حفظہ اللہ
0300-9600128

شمارہ: 8	رمضان ۱۴۳۳ھ اگست ۲۰۱۲ء	جلد: 3

قیمت

پاکستان	سالانہ	فی شمارہ
400 روپے مع محصول ڈاک	300 روپے علاوہ محصول ڈاک	25 روپے

اس شمارے میں

برائے خط کتابت

ماہنامہ ضربِ حق

جامعہ امام بخاری اہل حدیث
مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ
عمر فاروق شاکر
0300-4608164
048-3715130

مقام اشاعت
جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

حافظ زبیر علیزئی

انوار السنن فی تحقیقِ آثار السنن

(۴)

باب في فرك المني

منی کھرچنے کے بارے میں باب

۳۵) عن علقمه والأسود أن رجلاً نزل بعائشة رضي الله عنها فأصبح يغسل ثوبه، فقالت عائشة : إنما كان يجزيك إن رأيته أن تغسل مكانه فإن لم تره نضحت حوله، لقد رأيتني أفركه من ثوب رسول الله ﷺ فركًا فيصلي فيه رواه مسلم.

وفي رواية له: لقد رأيتني و أني لأحكه من ثوب رسول الله ﷺ يابسًا بظفري.

علقمہ (بن قیس) اور اسود (بن یزید، دو تابعین) سے روایت ہے کہ ایک آدمی (مسجد نبوی میں) عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمان بنا پھر صبح کو وہ اپنا کپڑا دھو رہا تھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تو نے اسے دیکھ لیا تھا تو تیرے لئے یہی کافی تھا کہ اس (منی) کی جگہ دھو لیتا اور اگر نہیں دیکھا تھا تو اس کے اردگرد پانی چھڑک دیتا، میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اسے مسلم (۲۸۸) نے روایت کیا ہے۔

اور (مسلم کی) ایک روایت میں ہے کہ میں خشک منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اپنے ناخن کے ساتھ کھرچ دیتی تھی۔

۳۶) وعنها قالت : كنت أفرك المنى من ثوب رسول الله ﷺ إذا كان يابسًا وأغسله إذا كان رطبًا. رواه الدارقطني والطحاوي وأبوعوانة في صحيحه وإسناده صحيح.

اور انھی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ منی جب خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی اور اگر تر ہوتی تو اسے دھوتی تھی۔

اسے دارقطنی (۱/۱۲۵) طحاوی (۱/۴۹) اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں (۱/۲۰۴) روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند صحیح ہے۔

میری تحقیق میں یحییٰ بن سعید بن قیس الانصاری مدلس نہیں ہیں۔ دیکھئے الفتح المبین (ص ۳۱) اور باقی سند صحیح ہے۔

۳۷) وعن همام بن الحارث قال : كان ضيف عند عائشة رضي الله عنها فأجنب فجعل يغسل ما أصابه فقالت عائشة رضي الله عنها : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يا مرنا بحته رواه ابن الجارود في المنتقى وإسناده صحيح .

ہمام بن حارث (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مہمان تھا، جسے احتلام ہوا تو جہاں منی لگی تھی وہ دھونے لگا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسے رگڑ کر صاف کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اسے ابن الجارود نے المنتقیٰ (۱۳۵) میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوارالسنن: صحیح ہے۔

اس کی سند میں سفیان ثوری ثقہ امام و مدلس ہیں اور سند عن سے ہے، لیکن یہ حدیث شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ (مثلاً دیکھئے صحیح مسلم: ۲۹۰، ترقیم دارالسلام: ۶۷۴)

تنبیہ: ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ منی نجس ہے، اگر تر ہو تو اسے دھونا ضروری ہے اور اگر خشک ہو تو اسے کھرچنا جائز ہے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے سے (خشک) منی کھرچ دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۸۴ ح ۹۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۴۱۸ وسندہ صحیح)

باب ماجآء فی المذي

مذی کے بارے میں جو آیا ہے، اس کا باب

۳۸) عن علي رضي الله عنه قال : كنت رجلاً مذاء فكنت أستحيي أن أسأل النبي ﷺ لمكان ابنته فأمر المقداد بن الأسود فسأله فقال :

((**يغسل ذكره ويتوضأ.**)) رواه الشيخان.

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بہت زیادہ مذی والا مرد تھا پھر چونکہ نبی ﷺ کی بیٹی میری بیوی تھی لہٰذا مجھے حیا آتی تھی کہ اس کے بارے میں آپ سے پوچھوں۔ پھر میں نے مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا تو انھوں نے آپ سے مسئلہ پوچھا۔ پس آپ (ﷺ) نے فرمایا: اسے چاہئے کہ اپنا ذکر دھولے اور وضو کرے۔

اسے شیخین (بخاری: ۲۶۹، مسلم: ۳۰۳) نے روایت کیا ہے۔

انوار السنن: مذی اس پتلے سے پانی کو کہتے ہیں جو بوسہ یا مداعبت وغیرہ کی وجہ سے طاقتور مردوں کی پیشاب کی نالی سے نکلتا ہے اور یہ منی کے علاوہ ہوتا ہے۔

دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۵۳۵)

معلوم ہوا کہ مذی کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہے۔

۳۹) وعن سهل بن حنيف رضي الله عنه قال : كنت ألقى من المذي شدة وكنت أكثر منه الاغتسال فسألت رسول الله ﷺ عن ذلك فقال :

((**إنما يجزيك من ذلك الوضوء.**)) قلت: يا رسول الله ! فكيف بما يصيب ثوبي منه؟ قال: ((**يكفيك بأن تأخذ كفًا من ماء فتنضح بها من ثوبك حيث ترى أنه أصابه.**)) رواه الأربعة إلا النسائي وإسناده حسن.

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے مذی کی وجہ سے سختی کا سامنا تھا، میں اس کی وجہ سے کثرت سے نہاتا تھا پھر میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ

نے فرمایا: اس سے تمھارے لئے وضو کافی ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! پھر میں اپنے کپڑے کا کیا کروں جسے یہ لگ جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: تمھارے لئے یہ کافی ہے کہ تمھارے خیال میں جہاں یہ لگی ہے وہاں پانی کا ایک چلو چھڑک دو۔

اسے نسائی کے علاوہ چاروں (ابوداود: ۲۱۰، ترمذی: ۱۱۵، وقال: ''حسن صحیح'' ابن ماجہ: ۵۰۶) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کے راوی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ مغازی، احکام، سنن اور عقائد میں صدوق حسن الحدیث ہیں بشرطیکہ سماع کی تصریح کر دیں۔ نیموی صاحب نے یہاں احکام میں محمد بن اسحاق کی روایت کو حسن کہا ہے لیکن بعد میں اپنی مرضی کے خلاف ایک روایت، جس میں ابن اسحاق مذکور ہیں، اُن کے بارے میں کہا:

اور وہ جب منفرد ہو تو اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (آثار السنن: ۳۵۳)

آلِ تقلید کی یہی وہ قلابازیاں ہیں جن کا نہ کوئی سر ہے اور نہ پیر۔

۴۰) وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: هو المني والمذي والودي فأما المذي والودي فأنه يغسل ذكره ويتوضأ وأما المني ففيه الغسل.

رواه الطحاوي وإسناده حسن.

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ منی، مذی اور ودی ہے۔ مذی اور ودی میں تو ذَکر دھویا جاتا ہے اور وضو کیا جاتا ہے اور منی میں غسل (فرض) ہے۔

اسے طحاوی (۱/۴۷) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

شرح معانی الآثار میں اس کی دو سندیں ہیں:

اول: مؤمل بن اسماعیل ثنا سفیان الثوری عن منصور عن مجاہد عن مورق العجلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ...الخ

سفیان ثوری ثقہ مدلس ہیں اور ان کی منصور سے روایت میں بھی نظر ہے۔ واللہ اعلم

دوم: ھلال بن یحییٰ بن مسلم عن ابی عوانہ عن منصور الخ

یہ سند ہلال بن یحییٰ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تنبیہ: مذی کا ذکر گزر چکا ہے۔ (حدیث:۳۸ کا حاشیہ)

اور وَدی اس سفید اور رقیق پانی کو کہتے ہیں جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۸۳۳)

باب ماجاء فی البول

پیشاب کے بارے میں جو آیا ہے، اُس کا باب

۴۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال : مر النبي ﷺ بقبرين فقال: ((**إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير، أما أحدهما فكان لا يستتر من البول وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة.**)) ثم أخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في كل قبر واحدة. قالوا يارسول الله! لم فعلت هذا؟ قال: ((**لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا.**)) رواه الشيخان.

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں (قبر والوں) پر عذاب ہو رہا ہے اور انھیں (تمھارے نزدیک) کسی کبیرہ (گناہ) کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔

ان میں سے ایک تو (اپنے) پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی لی پھر اس کے نصف میں سے دو حصے کئے، ایک قبر پر ایک (ٹہنی) کو اور دوسری قبر پر دوسری ٹہنی کو گاڑ دیا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ جب تک یہ (دونوں ٹہنیاں) خشک نہ ہوں تو ان کے لئے (عذاب میں) تخفیف ہوجائے۔

اسے شیخین (بخاری:۲۱۶، مسلم:۲۹۲) نے روایت کیا ہے۔

انوارالسنن: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے۔ نیز دیکھئے حدیث:۴۴

ابراہیم بن یزید النخعی سے حکم بن صفوان نے اونٹ کے پیشاب کے بارے میں پوچھا جو کہ آدمی کو لگ جاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۵ ح ۱۲۳۳، وسندہ صحیح)

حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان سے بکری کے پیشاب کے بارے میں پوچھا گیا تو حماد نے کہا: دھونا چاہئے، اور حکم نے کہا: نہیں دھونا چاہئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۵ ح ۱۲۳۶، وسندہ صحیح)

۴۲) وعن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه عنه قال قال رسول الله ﷺ: **((أكثر عذاب القبر من البول.))**

رواه ابن ماجة وآخرون وصححه الدارقطني والحاكم.

ابوصالح (ذکوان تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکثر عذابِ قبر پیشاب (کی وجہ) سے ہے۔

اسے ابن ماجہ (۳۴۸) اور دوسروں نے روایت کیا ہے اور دارقطنی (۱/۱۲۸) اور حاکم (المستدرک ۱/۱۸۳) نے اسے صحیح کہا ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند میں سلیمان بن مہران الاعمش ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔ دیکھئے الفتح المبین (ص۴۲، ۴۳) علل الحدیث لابن ابی حاتم (ح ۲۱۱۹) اور عمدۃ القاری (۷/۲۱۸ ح ۱۱۶۰) اور یہ روایت عن سے ہے، لہٰذا یہ ضعیف ہے۔

۴۳) وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: سألنا رسول الله ﷺ عن البول فقال: **((إذا مسكم شيء فاغسلوه فإني أظن أن منه عذاب القبر.))**

رواه البزار وقال في التلخيص (۱/۱۰۶): إسناده حسن.

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اگر تمھیں اس میں سے کچھ چیز لگ جائے تو اسے دھو دو، کیونکہ میرا گمان ہے کہ عذابِ قبر اس وجہ سے ہوتا ہے۔

اسے بزار (کشف الاستار ۱/۱۳۰ ح ۲۴۶، مجمع الزوائد ۱/۲۰۸) نے روایت کیا ہے اور (حافظ ابن حجر نے) التلخیص الحبیر (۱/۱۰۶) میں کہا: اس کی سند حسن ہے۔

انوار السنن: اس کی سند موضوع ہے۔

بزار کی سند میں ایک راوی یوسف بن خالد (السمتی) ہے جس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: کذاب خبیث (اور) اللہ کا دشمن ہے، گندا آدمی ہے، دین کے بارے میں جھگڑتا ہے، جس میں خیر ہے وہ اس سے حدیث بیان نہیں کرتا، میں نے بے شمار دفعہ اسے بصرہ میں دیکھا ہے۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۴۵۳ وسندہ صحیح)

اللہ کے اس دشمن اور کذاب خبیث راوی کے علاوہ اس سند میں دوسری علتیں بھی ہیں مثلاً عمر بن اسحاق غیر متعین ہے۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: ہوسکتا ہے یہ محمد بن اسحاق بن یسار ہو۔ دیکھئے جامع المسانید والسنن (۷/۱۶۶ ح ۴۹۵۱)

تنبیہ: حافظ ابن حجر کا اس سند کو حسن کہنا اس کی دلیل ہے کہ حافظ صاحب متساہل ہیں۔

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)

انبیاء (علیہم السلام) کی امامت کے بریلوی دعوے!

۱) احمد رضا بریلوی نے ایک مولوی برکات احمد کے متعلق کہا: ''ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔''

احمد رضا خان بریلوی نے اس کے بعد کہا: ''الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔''

(ملفوظات، حصہ دوم ص ۱۴۲، فرید بک سٹال لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک انہوں نے وہ جنازہ بھی پڑھا رکھا ہے جس کو پڑھنے کے لئے احمد رضا کے دعوے کے مطابق خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ جس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں بلا اجازت کوئی دوسرا نبی بھی امام نہیں بن سکتا، اس امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے امام بننے کا بھی شرف احمد رضا بریلوی کو حاصل ہوا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

ملفوظات کی اس عبارت میں موجود گستاخی وتوہین کا کوئی صاحبِ ایمان انکار نہیں کر سکتا، مگر اس کے باوجود بریلوی ''حضرات'' اس گستاخانہ عبارت کی مختلف باطل تاویلات میں مشغول رہتے ہیں اور اپنے ''اعلیٰ حضرت'' کے غلط دفاع میں مزید گستاخی وتوہین کے مرتکب بنتے ہیں، لہٰذا سب سے پہلے تو خود بریلوی حضرات کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں امام بننے کا حکم ملاحظہ فرمائیں:

بریلویوں کے حکیم الامت احمد یار خان نعیمی نے لکھا:

''اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہا لصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کسی کو بھی امام ہونے کا اختیار نہیں۔'' (شان حبیب الرحمٰن ص ۲۱۹، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

گویا جو اختیار کسی کو نہیں وہ بریلویوں کے نزدیک ان کے ''اعلیٰ حضرت'' کو حاصل تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی امام بن بیٹھے۔ کچھ بریلوی یہاں چالاکی سے بعض صحابہ کرامؓ سے ایسی امامت کا ثبوت دینے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ مگر ان کے اس دھوکے کو خود ان کے ''حکیم الامت'' احمد یار خان نعیمی ان الفاظ میں مردود قرار دیتے ہیں:

''ہاں اگر حضور علیہ السلام ہی اجازت دے دیں کہ تم امام بنے رہو تو اب حضور علیہ السلام کی اجازت سے امام بنے رہنا جائز ہوا، جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف پر گزرا۔''

(شان حبیب الرحمٰن ص ۲۱۹)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صرف وہ امام بن سکتا ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اجازت دے دیں۔ لہٰذا احمد رضا خان بریلوی کا خود کو بلا اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنا لینا سوائے گستاخی کے کچھ نہیں۔ کچھ بریلوی علماء نے اپنے اعلیٰ حضرت کی اس گستاخی و توہین کو محسوس کرتے ہوئے اس واضح حقیقت پر جھوٹ اور متضاد و باطل تاویلات کے پردے ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

چنانچہ معروف بریلوی عالم کوکب نورانی اوکاڑوی نے لکھا:

''یہ مفہوم کیسے اخذ کر لیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نماز جنازہ بھی ادا فرمائی؟ یا یہ کہ اعلیٰ حضرت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی؟ **(معاذ اللہ)**۔ بلا شبہ یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان ہے۔ خواب اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شفقت و رحمت کے سبب اپنے اس غلام کو نوازنے تشریف لائے اور اس عاشق صادق کے جنازہ کو ملاحظہ فرمایا۔'' (سفید و سیاہ ص ۱۷۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اوکاڑوی بریلوی صاحب نے تو اپنی باطل تاویل سے قصہ ہی تمام کر دیا کہ یہ جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہی نہیں بلکہ صرف ملاحظہ فرمایا۔ کوئی ان بریلوی ماہرین تاویل کو سمجھاتا کیوں نہیں کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے ملفوظ میں صاف تصریح موجود ہے کہ (نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے) ''فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔'' اس رضا خانی وضاحت کے باوجود صریح جھوٹ بول کر احمد رضا بریلوی کا دفاع کیوں کیا جا رہا ہے؟

اس باطل تاویل کا سقم تو انتہائی واضح اور روشن ہے، اس لیے اپنے اعلیٰ حضرت کی اس گستاخانہ عبارت پر ایک اور انداز سے بھی بریلوی ماہرینِ تاویل نے اپنی فنکاری دکھانے کی کوشش کی ہے۔

چنانچہ بریلویوں کے ''ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت'' حسن علی رضوی بریلوی اپنے ''اعلیٰ حضرت'' کے اس توہین آمیز ملفوظ کی من گھڑت وضاحت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عبارت کا صحیح مفہوم واضح ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی....'' (برقِ آسمانی برفتنہ شیطانی ص ۶۴، البرہان پبلی کیشنز لاہور)

گویا ان کے نزدیک گستاخی والی کوئی بات نہیں کیونکہ ان کے ''اعلیٰ حضرت'' کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور احمد رضا خان بریلوی نے باقی لوگوں کو نماز پڑھائی۔ حالانکہ اس من گھڑت بات کا دور دور تک کوئی نام ونشان اس ملفوظ میں نہیں۔

بہرحال ان بریلوی تاویلات سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی امام بنے رہنے پر اصرار کرنا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ کرنا خود ان کے نزدیک بھی توہین وگستاخی ہے۔ اس تمام تفصیل کے بعد عرض ہے کہ اس گستاخی وتوہین سے بریلوی علماء جھوٹ ومن گھڑت تاویلات کے سہارے جان نہیں چھڑا سکتے۔ بریلویوں کی تسلیم شدہ اس گستاخی وتوہین کا اقرار کرتے ہوئے غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے اپنے ''اعلیٰ حضرت'' کے متعلق لکھا:

''ان کو پہلے تو پتا نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل ہیں بعد میں جب پتا چلا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار ﷺ نے میرے پیچھے نماز پڑھی...''

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ اول ص ۳۲۴)

معلوم ہوا کہ بریلوی دعوے کے مطابق اس جنازے کی نماز بطور امام، احمد رضا خان

بریلوی نے ہی پڑھائی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بریلوی اعلیٰ حضرت کے پیچھے یہ نماز پڑھی تھی (نعوذ باللہ) اوراس بات کا گستاخی وتوہین ہونا خود بریلوی علماء واکابرین کی اوپر پیش کی گئی تاویلات وعبارات سے ثابت ہے۔

دوسرا یہ کہ جو بریلوی یہ من گھڑت تاویل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے اعلیٰ حضرت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور خان صاحب بریلوی نے باقی لوگوں کو نماز پڑھائی، شاید یہ نہیں جانتے کہ اس صورت میں تو بریلویوں کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔

چنانچہ غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی لکھتے ہیں:

''دوسری عرض یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر نماز اب فرض نہیں ہے۔آپ علیہ السلام کی نماز نفلی ہوتی ہے اور حنفی مذہب میں مفترض (فرض پڑھنے والا) متنفل (نفل پڑھنے والے) کی اقتدا نہیں کرسکتا۔لہٰذا حنفی مذہب رکھنے والوں کو یہ اعتراض زیب نہیں دیتا کہ نبی الانبیاء علیہم السلام کی موجودگی اور حاضر و ناظر ہونے کے باوجود تم خود امام کیوں بن جاتے ہو۔'' (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ اول ص ۳۲۴۔۳۲۵)

اس صاف وضاحت کے باوجود لوگوں کا بریلویوں پر یہ اعتراض کرنا کس قدر غلط ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود اور حاضر و ناظر ماننے کے باوجود خود امام کیوں بنتے ہیں؟ بھئی! وہ تو صاف صاف اعلان کررہے ہیں کہ اگرچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور موجود مانتے ہیں مگر چونکہ حنفی مذہب میں فرض پڑھنے والا، نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کرسکتا اور نہ ایسے کی نماز ہوتی ہے۔لہٰذا مسئلہ مذکورہ کے پیشِ نظر ان کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتی ہی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اب نفلی ہے۔

چنانچہ احمد رضا خان بریلوی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام اسی لیے بنے کہ ان کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں ہوتی تھی اور آج رضا خانی امت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے باوجود امام بنتی ہے تو اس کی ایک وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں ہوتی۔انا للہ وانا الیہ راجعون

۲) بریلویوں نے اپنے ''فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی'' کے متعلق دعویٰ کرتے ہوئے لکھا:

''اے علامہ فیضی صاحب! حضرت خضر علیہ السلام پہلے بھی آپ کو شرف بخشنے کے لئے آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرما گئے ہیں اور آئندہ جمعہ بھی آپ کے پیچھے اسی نورانی جامع مسجد میں ادا فرمائیں گے....اسی جمعہ کئی حضرات نے حضرت خضر علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔''

(مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

لیجئے یہاں تو صاف لفظوں میں بریلویوں نے سیدنا خضر علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کو اپنے بریلوی عالم کا مقتدی بنا دیا۔اس دعوے پر اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کی بجائے میں بریلوی علماء کے ہی چند فتوے پیش کر رہا ہوں جو انہوں نے دیوبندیوں کے ایک ایسے ہی دعوے کے بارے میں عائد کر رکھے ہیں۔

بریلویوں کے ''ضیغم اہلسنت'' حسن علی رضوی نے لکھا:

''مولانا حسین احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی؟ بتاؤ یہ صریح بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں۔''

(برقِ آسمانی بر فتنہ شیطانی ص ۶۵)

کوکب نورانی اوکاڑوی بریلوی نے لکھا:

''انہوں نے نبی سے خود کہہ کر اپنے ملاں کو نبی کا امام بنوایا اور ان کے اس بے حیا ملاں نے بھی نبی کی امامت کرتے ہوئے نماز پڑھا دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا دیا۔'' (سفید و سیاہ ص ۱۸۰)

بریلوی ''حضرات'' کے لئے اپنے ہی ان واضح حوالہ جات کی روشنی میں اپنا چہرہ پہچاننا مشکل نہیں۔اللہ ہی سے دعا ہے کہ ایسے من گھڑت اور باطل دعووں کے سہارے اپنے نام نہاد علماء کا مقام بڑھانے کے لئے ایسی صریح بے ادبی و توہین سے توبہ کی توفیق سے نوازے۔آمین یا رب العالمین۔

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)

الجوابات الفاضلہ فی رَدِّ تاویلات فاسدہ

[غلام مرتضی ساقی بریلوی کی فاسد تاویلات کا جواب]

راقم الحروف کا ایک مضمون بنام ''عقیدہ ختم نبوت اور بریلویت'' ماہنامہ ضربِ حق سرگودھا (نومبر ۲۰۱۱ء شمارہ نمبر ۱۹) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اشاعت سے قبل ہی ایک جاننے والے بریلوی ''دوست'' کو پڑھنے کے لئے اس مضمون کے پروف کی فوٹو کاپی دی۔ جو کئی ہاتھوں سے گزرتے ہوئے کسی طرح بریلویوں کے ''مناظر اسلام'' غلام مرتضٰی ساقی مجددی صاحب کے پاس جا پہنچی۔ جس پر بریلوی ''مناظر اسلام'' نے اپنے تئیں ایک عدد مضمون بنام ''عقیدہ ختم نبوت اور فرقہ وہابیہ'' لکھ کر جواب سے سبکدوش ہونے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحقیقہ (جنوری ۲۰۱۲ء ص ۴۱)

پورا مضمون بے ترتیب باطل تاویلات وشبہات اور بلا دلیل الزامات کا شاہکار ہے اور استعمال کی گئی زبان نے تو پوری تحریر کو چار چاند لگا دئیے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

''عقیدہ ختم نبوت اور بریلویت،، کے نام پر تقریباً ساڑھے چھ صفات (فل سکیپ فوٹو اسٹیٹ) کسی چور کذاب اور دجال قسم کے آدمی نے سیالکوٹ کے علاقہ میں تقسیم کئے اور اپنا اور اپنی کسی تنظیم کا نام دینا بھی گوارا نہیں کیا۔'' (الحقیقہ ص ۴۱)

اس شیریں اور بریلوی اخلاقیات کا عمدہ نمونہ پیش کرتی زبان کے بارے میں کیا عرض کروں کہ یہ تو صرف ایک بریلوی ''مناظر اسلام'' کو ہی جچتی ہے۔ دیگر الزامات کے متعلق عرض ہے کہ یہ مضمون ہرگز بھی سیالکوٹ کے کسی علاقہ میں تقسیم نہیں کیا گیا بلکہ صرف ایک بریلوی ''صاحب'' کو ہی پڑھنے کے لئے اپنے ہاتھ سے دیا گیا تھا۔ جہاں تک اپنا یا کسی تنظیم کا نام نہ دینے کا تعلق ہے تو اس جوابی مضمون کے چھپنے سے دو ماہ پہلے ہی یہ مضمون

راقم الحروف کے نام سے ماہنامہ ضربِ حق سرگودھا (نومبر ۲۰۱۱ء شمارہ نمبر ۱۹) میں شائع ہو چکا ہے۔

ساقی صاحب کے اس مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

اول: (فاسد تاویلات وشبہات) جس میں انہوں نے ہماری جانب سے پیش کردہ بریلوی علماء واکابرین وممدوحین کی عبارات کا تاویلات وشبہات کے سہارے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

دوم: (الزامات) جس میں اہل حدیث پر جوابی الزام عائد کرنے کی سعی لاحاصل ہے۔

ان شاء اللہ ان دونوں حصوں کا بالترتیب جواب پیش خدمت ہے:

فاسد تاویلات وشبہات اور ان کے جوابات

۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ''میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں'' اور اس دعوے کی دلیل کے طور پر یہ باطل فلسفہ پیش کیا کہ ''تمام کمالات محمدیؐ مع نبوت محمدیہؐ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں''۔ اسی باطل فلسفہ کی بنیاد پر یہ بھی لکھا کہ ''پھر کونسا علیحدہ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

مرزا قادیانی کی یہ عبارت جو ہم نے اپنے مضمون میں باحوالہ نقل کی تھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ ''میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں.....کونسا علیحدہ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا'' کی اصل بنیاد اس کا یہ باطل ومردود فلسفہ تھا کہ ''تمام کمالات محمدیؐ مع نبوت محمدیہؐ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں''۔ اس باطل فلسفہ کو اس نے اپنی جھوٹی نبوت کی بنیاد بنایا تھا۔

ہم نے باحوالہ عبارت پیش کی تھی کہ احمد رضا خان بریلوی نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے یہی باطل ومردود فلسفہ ونظریہ بیان کیا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی جمیع صفاتِ جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں۔

اس اعتراض کے جواب میں ساقی صاحب نے لکھا: ''پوری عبارت میں کوئی ایک جملہ تو بتایا جاتا کہ یہاں حضورغوثِ پاک کو آنخضرت ﷺ کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ اور''کونسے الگ انسان ہیں،،لکھا گیا ہے'' (الحقیقہ ص۴۲)

بریلوی ''مناظر اسلام'' کی اس بے ربط سی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے تو ''تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ'' کے متجلی ومنعکس ہونی کی بات کی ہے جبکہ احمد رضا خان بریلوی کی عبارت میں ''جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال'' کے متجلی ومنعکس ہونے کی بات ''مع نبوت محمدیہ'' کے بغیر ہے۔اسی طرح مرزا قادیانی نے تو ''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں....کونسا الگ انسان ہوا'' کا دعویٰ بھی کیا تھا جبکہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی عبارت میں ایسا کوئی دعویٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئےنہیں۔

الجواب: ا۔ پہلی بات کے جواب میں تو عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے ''تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ'' کے منعکس ہونے کا جو مردود وفلسفہ بیان کر رکھا ہے وہی باطل فلسفہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے ''جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال'' کے متجلی ومنعکس ہونے کی صورت میں بیان کیا ہے کیونکہ جس طرح تمام کمالات محمدیہ میں نبوت شامل ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع صفات میں نبوت شامل ہے بلکہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے تو نبی ﷺ کی تمام صفات نبی ﷺ کو ہی حاصل کمال وافضال کے ساتھ شیخ جیلانی میں متجلی ہونے کی بات کی ہے۔پھر بریلوی اعلیٰ حضرت کی دوسری عبارت جو ہم نے اپنے مضمون میں پیش کر رکھی تھی اس میں یہ بات موجود ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت، نبی ﷺ کی تمام صفات وکمالات کی تجلی کے ساتھ، شیخ عبدالقادر جیلانی کے مقام کو مرتبہ نبوت کا ظل (عکس) بھی مانتے تھے۔

احمد رضا بریلوی کا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں عقیدہ ہماری پیش کردہ دونوں عبارات کو سامنے رکھنے سے بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی ذات میں نبی ﷺ اپنی تمام صفات وکمالات کے ساتھ متجلی ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ مقام،

مرتبہ نبوت کا بھی ظل وعکس ہے۔یہی بات مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں ''تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ'' کے منعکس ہونے سے کی ہے۔مرزا قادیانی اپنی ذات میں نبی ﷺ کے تمام کمالات کے منعکس ہونے کی بات کرتا ہے اور احمد رضا خان بریلوی نے بھی نبی ﷺ کی جمیع صفاتِ کمال وافضال کے شیخ عبدالقادر جیلانی میں منعکس ہونے کی بات کی ہے۔مرزا قادیانی نے ''مع نبوت محمدیہ'' کے منعکس ہونے کی صراحت کی ہے اور احمد رضا بریلوی نے دوسری جگہ شیخ عبدالقادر جیلانی میں ''مرتبہ نبوت'' کا بھی ظل وعکس ہونے کی صراحت کی ہے،تو فرق کیا ہوا؟

۲۔ دوسری بات کے جواب میں عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے 'آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں....کونسا الگ انسان ہوا'' کا دعویٰ اپنے بارے میں جس باطل ومردود فلسفہ کی بنیاد پر کیا تھا، بریلوی اعلیٰ حضرت نے وہی باطل ومردود نظریہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں بیان کرر کھا ہے۔

رہی بات شیخ عبدالقادر جیلانی کو نبی یا وہی انسان قرار دینے کی تو اس کی کسر بھی بریلوی علماء واکابرین وممدوحین نے نہیں چھوڑی۔ملاحظہ فرمائیں:

بریلوی ممدوح عبدالقادر اربلی نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب کرتے ہوئے لکھا: ''آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ وجود میرے نانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے نہ کہ عبدالقادر کا وجود''

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ص ۱۰۷، قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

معلوم ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک جس طرح شیخ عبدالقادر جیلانی نبی ﷺ کی جمیع صفات وکمالات اور مرتبہ نبوت کا عکس ہیں اسی طرح ان کا وجود بھی الگ نہیں بلکہ نبی ﷺ کا ہی وجود ہے۔گویا یہاں بھی وہی دعویٰ موجود ہے کہ ''کونسا الگ انسان ہوا''۔ممکن ہے کہ اب بھی یہ بریلوی ''حضرات'' کہیں کہ ٹھیک ہے ہمارا فلسفہ بھی مرزا قادیانی والا، ہمارا دعویٰ بھی ''کونسا الگ انسان ہوا'' والا لیکن ہم نے کبھی شیخ عبدالقادر جیلانی کو نبی یا

آنحضرت نہیں کہا۔لہٰذا ان کی یہ غلط فہمی بھی دور کئے دیتے ہیں۔ بریلویوں کے ممدوح عبدالقادر اربلی نے لکھا:

''سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مبارک میں ایک بہت بڑا گنہگار فاسق فاجر گناہ کرنے میں سرمست رہتا تھا مگر اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی۔تو جب وہ شخص فوت ہوگیا اور عزیز و اقارب نے اس کو قبر میں دفن کر دیا تو سوال و جواب کیلئے منکر نکیر آئے۔تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ اور دین اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ **تیرا نبی کون ہے**۔تو اس شخص نے سب سوالوں کے جواب میں عبدالقادر کہا۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا۔اے فرشتو اگرچہ یہ بندہ گنہگار خطا کار ہے۔لیکن میرے محبوب بندے سید عبدالقادر کی سچی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے اس لئے میں نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔اور اس کی قبر کو حدِ نگاہ کشادہ کر دیا ہے۔''

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ص ۷۹)

احمد رضا خان بریلوی نے ''تفریح الخاطر'' اور اس کے مصنف کو بہت جگہوں پر بطور حوالہ وسند پیش کر رکھا ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۹۹، ج ۲۸ ص ۳۷۰، ۴۰۶۔۴۱۱)

شیخ عبدالقادر جیلانی سے متعلق ایک روایت کے متعلق بریلوی اعلیٰ حضرت نے لکھا:

''ہاں فاضل عبدالقادر قادری.... نے کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں یہ روایت لکھی اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید ابن محمد جنیدی کی کتاب ''حرز العاشقین'' سے نقل کیا اور ایسے امور کو اتنی ہی سند بس ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۹۹)

فتاویٰ رضویہ میں ایک حوالے کے تحت حاشیہ پر لکھا ہے:

''حضرت علامہ عبدالقادر قادری بن محی الدین الصدیقی الاربلی جامع علوم شریعت وحقیقت

تھے۔علماء کرام اور صوفیہ عظام میں عمدہ مقام پایا۔'' (فتاویٰ رضویہ ج۲۸ ص۴۰۶)

بریلوی اعلیٰ حضرت کی معتمد وسند یافتہ کتاب میں موجود اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک تو قبر میں بھی جب سوال ہو کہ تیرا نبی کون؟ تو جواب میں ''عبدالقادر'' کہنا مغفرت ونجات کا باعث ہے۔

اب آخر میں بطور خلاصہ عرض ہے کہ

۱۔ مرزا قادیانی نے ''تمام کمالات محمدیہ'' کو خود میں منعکس ماننے کا باطل وکفریہ نظریہ گھڑا اور بریلوی اعلیٰ حضرت نے نبی ﷺ کی ''جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال'' کے متجلی ہونے کا وہی باطل وکفریہ نظریہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے مان لیا۔

۲۔ مرزا قادیانی نے ''مع نبوت محمدیہ'' کے منعکس ہونے کی صراحت کی اور بریلوی اعلیٰ حضرت نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ''مرتبہ نبوت'' کا ظل (عکس) ہونے کی صراحت کی۔

۳۔ مرزا قادیانی نے ''کونسا الگ انسان ہوا'' کی وضاحت کی اور بریلوی اکابرین و ممدوحین نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے وجود کو نبی ﷺ کا ہی وجود ماننے کی وضاحت پیش کر دی۔

۴۔ مرزا قادیانی نے ''آنحضرت ﷺ ہوں'' کا کفریہ دعویٰ کیا اور بریلویوں نے قبر میں بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کو نبی کہنا و ماننا مغفرت ونجات کا باعث بنا دیا۔

إنا لله و إنا إليه راجعون

تنبیہ: اس عنوان کے تحت راقم الحروف نے بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی ایک عبارت بریلوی اعلیٰ حضرت کی پہلی عبارت پر بطور رَدّ پیش کی تھی اور ساقی صاحب نے اپنی کم فہمی سے مہر علی شاہ صاحب کی عبارت کو بھی بطور اعتراض سمجھ لیا اور اس کا بھی خوامخواہ اوٹ پٹانگ جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

دوبارہ بطور وضاحت عرض ہے کہ بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی عبارت اس لئے

پیش کی تھی کہ مہر علی شاہ صاحب کے نزدیک تو افضل ترین اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ (ابو بکر، عمر، عثمان، علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین) کا مجموعہ بھی نبی ﷺ کے صرف ''جمال باکمال'' کا ہی آئینہ بن سکا اور احمد رضا بریلوی کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی کی اکیلی ذات اس قدر اونچی ہوگئی کہ نبی ﷺ کی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کا تجلی خانہ وآئینہ قرار پائی۔ یہاں ایک پنجابی محاورہ بطور محاورہ ہی عرض ہے کہ

؎ آئی گل سمجھ چہ کہ اگلی وی گئی

انتہائی حیرت کی بات ہے کہ جو بریلوی ''مناظر اسلام'' ہمارے مضمون میں پیش کردہ اعتراضات اوران پر بطور رَدّ ومعارضہ پیش کی گئی عبارات کا بھی فرق نہیں جان سکا، وہ اس کا جواب لکھ رہا ہے۔ واللہ المستعان

۲) ہماری پیش کردہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی دوسری عبارت کے جواب میں ساقی صاحب کی زبان سے اس ناچیز کے بارے میں یوں پھول جھڑے کہ ''اس بدبخت نے آخری جملہ بالخصوص نقل نہیں کیا آخری جملہ یہ ہے ,,قول مذکور ثابت نہیں،، (عرفان شریعت ص ۸۴ مطبوعہ سنی دارالاشاعت)'' (الحقیقہ ص ۴۳)

الجواب: احمد رضا خان بریلوی سے کچھ سوالات کئے گئے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔'' (عرفان شریعت: ص ۸۴، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس بات کے جواب میں بریلوی اعلیٰ حضرت نے یہ جواب دیا جسے ہم نے پیش کیا تھا کہ ''یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح وجائز اطلاق ہے کہ **بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظل مرتبہ نبوت ہے۔**''

ہماری پیش کردہ اس واضح عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک یہ کہنا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو شیخ عبدالقادر جیلانی نبی ہوتے، بالکل صحیح ہے کیونکہ

بقول ان کے شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام، مرتبہ نبوت کا ظل ہے۔

مگر چونکہ کیئے گئے سوال میں اس بات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی جانب کی گئی تھی اس لئے اپنے عقیدہ ونظریہ کی اس واضح صراحت کے بعد اس بات کو بطور حدیث بیان کرنے کے متعلق لکھا: ''مگر ہر حدیث حق ہے ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہتے ہیں۔ بے ثبوت نسبت جائز نہیں اور قول مذکور ثابت نہیں۔'' (عرفان شریعت ص ۸۵)

گویا بریلوی اعلیٰ حضرت نے تو صرف بطورِ حدیث اس بات کا انکار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اس قول کی نسبت جائز نہیں کیونکہ یہ بات ان کے نزدیک اگرچہ حق ہے مگر ہر حق کو بطور حدیث بیان کرنا جائز نہیں۔

اپنے اعلیٰ حضرت کی بات کے صرف ایک ٹکڑے کو پیش کر کے ساقی صاحب نے جان بوجھ کر ہم پر الزام بنا دیا کہ شاید ہم نے بریلوی اعلیٰ حضرت کی نسبت ایسے عقیدے کی جانب کی ہے جو ان کے نزدیک ثابت نہیں۔ یوں ہم پر بہتان و دھوکہ دہی کے اور اپنے اعلیٰ حضرت کے واضح فرمان میں تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

بہر حال اس مکمل وضاحت سے یہ بالکل واضح ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام ومرتبہ نبوت کا ظل (عکس) ہے۔ یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے بھی اس کی جھوٹی نبوت کو ''آنحضرت کا ظل'' قرار دیتے ہیں۔ دیکھئے مشہور قادیانی قاضی محمد نذیر لائلپوری کی کتاب ''الحق المبین فی تفسیر خاتم النبیین'' (ص ۲۵۰)

ساقی صاحب نے یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی ہے کہ خود بریلوی اعلیٰ حضرت نے شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبوت میں ان کا حصہ نہیں، لہٰذا بریلوی اعلیٰ حضرت پر یہ الزام درست نہیں۔ حالانکہ میں نے پہلے ہی بریلوی محقق و عالم محمد خان قادری کی عبارت پیش کر کے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ خود بریلویوں کے نزدیک بھی کسی کو صرف نبی ماننا ہی نہیں بلکہ ظلی یا بروزی نبی ماننا بھی کفریہ اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا عقیدہ ہے۔

لہٰذا مرزائیوں کا مرزا قادیانی کے بارے میں یہ عقیدہ کہ ''آنحضرت کا ظل'' ہے اور اسی طرح بریلوی اعلیٰ حضرت کا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے عقیدہ ''ظل مرتبہ نبوت'' ایک ہی درجہ میں ہیں۔ اپنے اعلیٰ حضرت کے اس بلا دلیل دعوے کو ماننے والے اور اس کی من گھڑت، جھوٹی تاویلات کرنے والے اسی راہ پر گامزن ہیں جو مرزا قادیانی کی عبارات کے دفاع میں مرزائیوں نے اختیار کر رکھی ہے۔

۳) اشاراتِ فریدی (ترجمہ مقابیس المجالس)

ساقی صاحب لکھتے ہیں:

''اشاراتِ فریدی یا مقابیس المجالس غیر معتبر اور غیر مستند کتاب ہے اس کتاب کا مرتب مولوی رکن الدین مرزائی نواز تھا تفصیل کے لئے دیکھئے ,,روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص ۱۴۴) لہٰذا اس کا حوالہ مردود ہے۔'' (الحقیقہ ص ۴۴)

الجواب: اپنے مضمون میں ہم پہلے ہی اس کتاب اشاراتِ فریدی (ترجمہ مقابیس المجالس) کا خواجہ غلام فرید چشتی کے ہی ملفوظات ہونا بریلوی علماء و محققین (عبدالحکیم شرف قادری، فیض احمد اویسی) کے حوالوں سے ثابت کر چکے ہیں۔ نیز بریلوی مناظر و معاون، قریشی و کاظمی کی جس کتاب ''روئیداد مناظرہ گستاخ کون؟'' کے بے سروپا دلائل کی بنیاد پر یہ بات کی جا رہی ہے، انہیں کے تسلیم شدہ ''چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ'' (روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص ۴۳) سے ''مقابیس المجالس'' کا مستند و حجت ہونا با حوالہ پیش کیا جا چکا ہے۔

ان دلائل سے چشم پوشی کرتے ہوئے محض حنیف قریشی کی من گھڑت کہانی پر ایمان لاتے ہوئے مولوی رکن الدین کو مرزائی نواز ثابت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مولوی رکن الدین، خواجہ غلام فرید کا خلیفہ ہے اور اس پر الزام قائم کرنے سے بھی خواجہ غلام فرید کی گردن نہیں بچ سکتی۔ چنانچہ بریلوی ''شیخ الحدیث والتفسیر'' فیض احمد اویسی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں: ''مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے

خلیفہ ہیں اگر مذکورہ غلطی ان کے لئے مان لی جائے تو خواجہ صاحب پر حرف آتا ہے۔''

(خواجہ غلام فرید چاچڑانی اور مرزا قادیانی ص۱۲)

''مرزا قادیانی کے اعتراض والی عبارت کا مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کو مجرم گردانا جاتا ہے ان پر یہ الزام سراسر غلط ہے۔'' (خواجہ غلام فرید چاچڑانی اور مرزا قادیانی ص۱۲)

اپنے ''مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ'' کے متعلق زبردست توثیق بیان کرتے ہوئے فیض احمد اویسی نے لکھا: ''مولانا رکن الدین بھی پر ہار تھے لہٰذا وہ بھی **سعید ازلی** ہوئے۔ **سعید ازلی** کے لئے قادیانی سازش میں ملوث ہو کر مردود ہونا محال ہے۔''

(خواجہ غلام فرید چاچڑانی اور مرزا قادیانی ص۱۲)

لہٰذا ساقی صاحب سے عرض ہے کہ حنیف قریشی کے بے سروپا دعووں پر ایمان لاتے ہوئے مولوی رکن الدین کو ''قربانی کا بکرا'' بنا دینے سے بھی بریلوی حضرات کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں۔

۴) سکرو مستی اور شطحیات کا بہانہ

سب سے پہلے دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ کیا صریح کفریات کے دفاع میں شطح و غلبہ حال کا یہ بہانہ کتاب و سنت سے ثابت ہے؟ کیونکہ کسی بڑے سے بڑے عالم کی بلا دلیل ذاتی رائے ہرگز دلیل نہیں۔

احمد رضا خان بریلوی نے ایک جگہ لکھا: ''یہ ان توسعات میں سے ہے جو امام رازی بحث اور کلام میں اختیار کرتے رہتے ہیں۔ امام رازی نے اس پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی''

(فتاویٰ رضویہ: ج۵ ص۱۴۲)

خود ساقی مجددی صاحب نے لکھ رکھا ہے: ''اگر کسی شخص کی بات قرآن و حدیث، اجماع امت اور اسلامی قواعد و ضوابط کے مخالف ہو تو ہرگز معتبر نہیں، کہنے والا خواہ کتنا ہی صاحب علم و فضل ہو، اس کی لغزش اور خطا کو غلطی قرار دے کر ترک کر دیا جائیگا۔''

(بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم ص۷۰)

یزید بن معاویہ اور ولید (جس نے بقول بریلوی اعلیٰ حضرت: قرآن کو دیوار میں لٹکا کر تیروں سے چھیدا تھا) کو ملا علی قاری نے ہدایت یافتہ بارہ خلفاء کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے۔

اس پر احمد رضا خان بریلوی نے لکھا:

''ایسے بے سر وپا بے معنیٰ اقوال کی سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے رائے ہے عصمت انبیاء وملائکہ علیھم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۱۹)

یاد رہے کہ ملا علی قاری کو احمد رضا خان بریلوی نے ''جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار'' میں شامل کر رکھا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ (ج ۲۸ ص ۳۹۱)

لہٰذا صریح کفریہ وشرکیہ اقوال کے دفاع میں شطح وغلبہ حال کا بہانہ بنانے والوں سے عرض ہے علماء کے بے سند و بلا دلیل اقوال کی بجائے اپنے اس دعویٰ پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کریں۔

شبہ ۱: صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ ایک شخص نے خوشی کی شدت میں کہا: ''اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں''۔

(دیکھئے الحقیقہ ص ۴۶، روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص ۲۳۵)

الجواب: ۱۔ بلاشبہ اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی بھی شخص کے منہ سے بلا ارادہ، کوئی ایسا کلام نکل جائے جو غیر شرعی ہو تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ مگر بریلوی حضرات کو اس روایت کا کوئی فائدہ نہیں کہ ہم نے جو عبارات ان حضرات کی کتب سے پیش کی ہیں ان میں قطعاً ثابت نہیں کہ ان بزرگوں نے جو صریح کفریہ کلام کیا وہ بلا ارادہ یا بلا ہوش تھا بلکہ الٹا یہ ثابت ہے کہ کفریہ کلمات کے قائلین نے جان بوجھ کر ان کفریہ کلمات کو پیش کیا اور ان کفریہ کلمات کی تائید کی۔

۲۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس روایت کو باطل طور پر جان بوجھ کر پڑے پڑھائے جانے

والے کفریہ کلمات کی دلیل بنانے والے بریلوی حضرات خود اس کے شدید مخالف ہیں۔ احمد رضا خان بریلوی نے اپنے تسلیم شدہ اصول بیان کرتے ہوئے لکھا:

''امام قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں کسی آدمی کے کفر کے ارتکاب پر اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ میری زبان پھسل گئی....امام ابو محمد بن ابی زید نے فرمایا ایسی صورت میں کسی کا یہ عذر قبول نہیں کہ زبان قابو میں نہ رہی۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۸۰)

بریلوی علماء و اکابرین کی کیسی یہ دوغلی پالیسی ہے کہ مخالفین کے خلاف وہ اصول پیش کرتے ہیں کہ زبان کے پھسلنے یا بھکنے کا عذر بھی قبول نہیں اور اپنے بڑوں کی کتابوں میں موجود جان بوجھ کر پڑھے پڑھائے اور پسند کئے گئے صریح کفریہ کلمات پر زبان بہک جانے والی روایات پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون

شبہ۲: صحیح احادیث میں موجود ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھا لیا گیا ہے: بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے، سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے، مجنون (ذہنی مریض) سے یہاں تک کہ تندرست ہو جائے۔

(دیکھئے روئیدادِ مناظرہ گستاخ کون ص ۲۳۳)

الجواب: بلاشبہ اس روایت کی رو سے یہ بات بالکل ثابت ہے کہ تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں: (۱) نابالغ بچہ (۲) سویا ہوا شخص (۳) ذہنی مریض و مجنون جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے۔

ہم نے بریلوی اکابرین کی معتبر کتب سے جو کفریہ عبارات بطور اعتراض پیش کی ہیں ان اعتراضات کے پیش کرنے میں ہرگز بھی اس حدیث کی مخالفت نہیں پائی جاتی۔ شبلی، چشتی و انگریز رسول اللہ کے کفریہ کلمات کے پڑھنے، پڑھانے والے نہ تو بچے تھے، نہ سوئے ہوئے تھے اور نہ ذہنی مریض تھے بلکہ انہوں نے بالکل ہوش و حواس میں جان بوجھ کر ان کفریہ کلمات کو پڑھا، پڑھایا اور اس کی تائید کی۔

یہ روایت ہمارے خلاف تو ہرگز نہیں مگر بریلوی علماء اپنی دوغلی پالیسی کے عین مطابق

خوداس روایت کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ بریلویوں کے ''غزالی زماں'' احمد سعید کاظمی نے اشرف علی تھانوی کے نام کا کلمہ و درود پڑھنے والے دیوبندی مرید کے مشہور واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: ''**خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا پڑھنے والے کے مغضوب الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔**'' (الحق المبین ص ۷۲)

ملاحظہ فرمائیں کہ عین ہوش وحواس میں جان بوجھ کر ''چشتی و شبلی رسول اللہ'' کے کفریہ گستاخانہ کلمات پڑھنے پڑھانے والوں کی وکالت کرنے والے دوسروں کے بیداری کے علاوہ دورانِ خواب بھی ایسے کلمات کہنے والے کو مغضوبِ الٰہی قرار دیتے ہیں۔قربان جائیے اس اصول وانصاف پر!

اعتراض: شبلی کو تو امام ذہبی وابن تیمیہ وابن قیم وغیرہ نے بھی دیوانہ سمجھ کر ان کی باتوں کو شطح قرار دے رکھا ہے۔

جواب: دیوانہ ومجنون حدیث کی رُو سے مرفوع القلم اور معذور ہے۔ ذہبی، ابن تیمیہ وابن قیم رحمہم اللہ نے شبلی کو دیوانہ ومجنون سمجھا جیسا کہ پیش کئے گئے حوالوں میں صاف ظاہر ہے تو انہوں نے اسے معذور قرار دیا۔ اس کے مقابلے میں ہم نے بریلوی اکابرین و بزرگوں کی تسلیم شدہ جو روایات پیش کی ہیں ان سے ثابت ہے کہ شبلی نے ہوش وحواس میں بیعت کی غرض سے آنے والے کو جان بوجھ کر کلمہ پڑھایا اور بعد میں اس کی وضاحت بھی دی۔ نیز اگر شبلی کو معذور سمجھ بھی لیا جائے تو یہ کفران پر تو لازم رہے گا جنہوں نے اس کفریہ کلمے کو پڑھا اور اس کے پڑھنے پڑھانے والوں کی تائید کی۔ جیسے اگر کوئی پاگل کفریہ کلمہ کہے اور کوئی صحیح تندرست اس کے کفریہ کلمے کو صحیح سمجھے یا اس کی تائید کرے تو اس پاگل کو تو معذور قرار دیا جا سکتا ہے مگر تائید کرنے والے کو نہیں۔ اسی طرح شبلی کا معذور ہونا ثابت ہو بھی جائے تو اس کے صریح کفریہ کلمے کو پڑھنے والے یا اس کی تائید کرنے والے بریلوی بزرگ بری نہیں ہو سکتے۔

غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے لکھا:

''جب ایک آدمی کفریہ کلمہ بولے اور کچھ لوگ اس کلمہ کی تائید کریں اور اسے کفر نہ سمجھیں تو وہ کفریہ کلمہ سب کی طرف منسوب ہوگا اور یہی سمجھا جائے گا کہ سب کا یہی عقیدہ ہے۔''

(عباراتِ اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج۲ص۵۰)

ساقی مجددی صاحب نے الزام تراشی کرتے ہوئے لکھا:

''وہابیوں کا ان صوفیہ مثلاً حضرت شبلی، خواجہ معین الدین رحمہما اللہ پر افترا کرنا اپنے محروم الایمان ہونے کا ثبوت دینا ہے جب ان لوگوں کو ان کے حالات وواقعات سے صحیح آگاہی نہیں تو پھر صرف ابلیس کو خوش کرنے کے لئے فتوے صادر نہیں کرنے چاہئے لیکن کیا کریں وہابیت کو یہی چیزیں تحفہ وگھٹی میں ملی ہوئی ہیں۔'' (الحقیقہ ص۴۴)

الجواب: اسے کہتے ہیں ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ جن کے ممدوحین واکابرین نے شبلی وچشتی کو باہوش وحواس جان بوجھ کر کفریہ کلمہ پڑھانے کا مرتکب قرار دیتی روایات کو باتائید اپنی کتب میں لکھ رکھا ہے بجائے انہیں افتراء یا جھوٹ کا مرتکب ماننے کے ان پر برسا جارہا ہے جو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر مشتمل کلمہ طیبہ کے مقابلے پر نئے نئے کلموں کا انکار کررہے ہیں۔

جس طرح شیعہ حضرات نے اہل بیت کے متعلق جھوٹی اور کفریہ روایات اپنی کتب میں جمع کررکھی ہیں اور بجائے اپنے بڑوں کا کفر ماننے کے ان کفریہ روایات کے بل بوتے پر وہ ان کفریات کا انکار کرنے والوں کو اہل بیت کا منکر بنائے بیٹھے ہیں، پس یہی وطیرہ بریلوی حضرات یہاں پر آزماتے ہیں۔

مگر جس طرح اہل بیت کے متعلق کفریہ روایات ہماری جانب سے ان مبارک ہستیوں پر الزام نہیں بلکہ ان شیعہ رافضیوں کا اپنا کفر وتوہین ہے جنہوں نے ان روایات کو اپنی کتب میں درج کررکھا ہے یا ان کفریہ روایات کی تائید کررکھی ہے۔ اسی طرح شبلی وچشتی کے متعلق کفریہ روایات ہماری جانب سے ان بزرگوں پر الزام نہیں بلکہ انہیں کا کفر وگستاخی ہے جنہوں نے اپنی کتب میں ان کو درج کررکھا ہے یا ان کفریہ کلمات کی تائید کررکھی ہے۔

یہاں پر یہ بھی ضروری ہے کہ تصویر کا دوسرا رُخ پیش کرتے ہوئے یہ وضاحت بھی کر دی جائے کہ ساقی صاحب کے فرمان کے مطابق شیطان کو خوش کرنے کے لئے اپنے تسلیم شدہ اولیاء پر فتوے بازی کون کرتا ہے؟ اور کن لوگوں کو یہ چیز تحفہ وگھٹی میں ملی ہے؟ فی الحال دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ بریلوی اعلیٰ حضرت کے ''جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار'' میں شامل ملا علی قاری نے ابن تیمیہ وابن قیم کے بارے میں لکھا: ''(ترجمہ) وہ دونوں (ابن تیمیہ وابن القیم) اہلِ سنت والجماعت کے اکابر میں سے اور اس اُمت کے اولیاء میں سے تھے۔''

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ا ص ۲۰۷)

اہلسنت والجماعت کے اکابر اور اس امت کے اولیاء امام ابن تیمیہ وابن قیم رحمہم اللہ کے متعلق بریلوی ''اعلیٰ حضرت'' احمد رضا خان بریلوی نے بدمذہب اور گمراہ کا فتویٰ جاری کر رکھا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۵۴۳) اور موجودہ بریلوی حضرات تو ان کو کافر ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ (دیکھئے روئیداد مناظرہ، گستاخ کون؟ ص ۴۹۵)

۲۔ کتاب ''تذکرہ غوثیہ'' بریلویوں کے پیر وشیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کی پسند فرمودہ کتب میں شامل ہے۔ (دیکھئے تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور انکے خلفاء ص ۲۳)

نیز 'تذکرہ غوثیہ' کے بزرگِ تذکرہ وملفوظات غوث علی شاہ پانی پتی کے متعلق بریلویوں کے شیر ربانی شیر محمد شرقپوری نے کہا: ''حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی کامل تھے بلکہ ولی گر تھے۔'' (ایضاً ص ۲۸۷)

بریلویوں کے تسلیم شدہ ''ولی'' غوث علی شاہ پانی پتی کے ملفوظات وتذکرہ پر مشتمل بریلوی پیر شیر محمد شرقپوری کی پسندیدہ کتاب ''تذکرہ غوثیہ'' کو بریلوی اعلیٰ حضرت نے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل قرار دے رکھا ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۷۹)

ان دو مثالوں پر مولوی صاحب سے گزارش ہے کہ اچھی طرح غور کریں:

☆ بریلوی اعلیٰ حضرت نے آپ کے بقول ابلیس کو خوش کرنے کے لئے بریلوی بزرگوں کے تسلیم شدہ اولیاء پر فتوے بازی کیوں کی؟

☆ تحقیق کریں کہ آپ کے الزام کے مطابق جو تحفہ وگھٹی وہابیوں کو ملی تھی، وہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی جیب میں کیسے پہنچی؟

☆ بریلویوں نے بلا دلیل اپنے بڑوں کی صریح کفریہ باتوں پر شطح وغلبہ حال کا جو پردہ ڈال رکھا ہے وہ پہلے تارتار ہے یا بریلوی اعلیٰ حضرت نے بریلوی اکابرین کے تسلیم شدہ اولیاء پر فتویٰ بازی کر کے خود اس کے چیتھڑے اڑا دیے ہیں؟

آسان الفاظ میں رضا خانیوں سے گزارش ہے کہ اگر بلا دلیل صریح کفر وگستاخی کو شطح، مستی یا غلبہ حال کے پردے میں چھپانا درست ہے تو عرض ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے اس پردے کو خود چاک کر رکھا ہے اور شطح وغلبہ حال کا بلا دلیل بہانہ بنائے بغیر تصلیلی وتکفیری فتاویٰ داغ رکھے ہیں۔ اب اگر آپ اسے ابلیس کو خوش کرنے کی خاطر سمجھتے ہیں تو بھی آپ کی مرضی اور اگر بریلوی اعلیٰ حضرت کے عمل کو عین ایمانی تقاضا سمجھتے ہیں کہ صریح کفر و گستاخی کو بلا دلیل ایسے بہانوں سے چھپایا نہیں جا سکتا تو یہی ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ اللہ حق بات کو سمجھنے کی توفیق دے، آمین۔

ساقی صاحب نے لکھا ہے: ''پھر لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت شبلی اور خواجہ معین الدین چشتی وہ بزرگ ہیں جنہیں وہابی ملاں بھی اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں۔ اب خود بتائیں وہ ان بزرگوں کو تسلیم کر کے ختم نبوت کے غدار قرار نہیں پاتے؟'' (الحقیقہ ص ۴۶)

الجواب: ۱۔ اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کر دیا گیا ہے کہ ان بزرگوں کی طرف ہم نے کفر منسوب نہیں کیا بلکہ ان بریلوی اکابرین نے منسوب کیا ہے کہ جن کی کتابوں کے حوالے اپنے مضمون میں پیش کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ ''نالے چور نالے چتر'' والا رویہ اپنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲۔ احمد رضا بریلوی نے اولیاء کی جانب منسوب کسی کلمہ کفر کے بارے اپنا اصول بیان

کرتے ہوئے لکھا: ''بفرضِ غلط توہین جس سے ثابت ہو وہی مقبول نہ ہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اس کے سبب توہین مقبول ہوجائے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۲۵)

لہٰذا یہ بار بار بزرگوں کی بزرگی کا رونا رونے کی ضرورت نہیں۔ جن بزرگوں سے یہ کفریہ کلمات ثابت ہوجائیں یا ان کی تائید ثابت ہوجائے ان کی بزرگی ہی مقبول نہ رہے گی نا یہ کہ ان بزرگوں کے نام پر ان کفریات کو قبول کرلیا جائے۔

۳۔ مزید عرض یہ ہے کہ بریلوی علماء و اکابرین بھی ان حضرات کو اپنا ولی مانتے ہیں جن پر خود بریلوی اعلیٰ حضرت نے فتویٰ تضلیل و تکفیر داغ رکھا ہے۔ تفصیلی حوالہ جات کے لئے دیکھئے راقم الحروف کا مضمون ''تکفیر و تضلیل ابن عربی اور شبہاتِ حنیف قریشی'' (ماہنامہ الحدیث حضرو، جنوری ۲۰۱۲ء، شمارہ نمبر ۹۲) کیا بریلوی اپنے ان علماء و اکابرین کو بھی یہ تمغہ دینے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو ایسا بے تکا اعتراض کرنے کا فائدہ؟ اصل اعتراض تو ان پر ہی ہے جن سے کفریہ و گستاخانہ کلمات ثابت ہوجائیں یا ان کفریہ و گستاخانہ کلمات کی تائید ثابت ہوجائے۔

۴۔ اہل بیت کو تمام اہلسنت اپنا بزرگ مانتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ شیعہ حضرات نے جو کفریات و گستاخیاں اہل بیت کی جانب منسوب کر رکھی ہیں اس کے مرتکب اہل بیت ہیں (نعوذ باللہ) اور اہل بیت کے ماننے والے اہلسنت بھی ان کفریات کے مرتکب ہیں۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ یہ کفریات و گستاخیاں صرف ان شیعہ کی ہیں جنہوں نے ان کو اہل بیت کی جانب منسوب کیا ہے یا جنہوں نے ان کفریہ روایات کی تائید کر رکھی ہے۔ شبلی و چشتی کو بزرگ ماننے والوں اور ان کی جانب صریح کفریات کو منسوب کرنے، تائید کرنے والوں کا فرق بھی اسی سے واضح ہے۔

بریلوی حضرات اپنے صریح کفریہ و گستاخانہ عقائد و نظریات کے دفاع میں ''شطح، مستی و غلبہ حال'' کا بلا دلیل بلکہ خلافِ ثبوت بہانہ بناتے ہیں جس کی کچھ تفصیل اوپر گزر گئی ہے۔ یہاں ایک اور عرض کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ انبیاء کی گستاخی اور توہین پر مبنی عبارات و

کلمات کے دفاع میں بریلوی اصول کے مطابق یہ بہانہ سرے سے ہی ناقابل قبول ہے۔

احمد رضا بریلوی نے لکھا: ''نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے، مگر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ص ۳۰۱)

غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ایک ہے باقی کلمات کفر کا حکم اور ایک ہے سرکار کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم۔ تو جو آدمی سرکار کی شان میں گستاخی کرے گا وہ چاہے نشہ میں ہو یا اس کی زبان قابو میں نہ ہو پھر بھی اس کو کافر سمجھا جائے گا۔'' (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج ۲ص ۳۸۶)

بریلویوں کے ''علامہ مفتی'' منظور احمد فیضی نے لکھا: ''اور جس نے مستی کی حالت میں کلمہ کفر کہا اس کے مرتد ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا سوائے شاتم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔''

(مقام رسول ﷺ ص ۵۸۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

لہٰذا بریلوی حضرات کو نبی کریم ﷺ کی گستاخی وتوہین پر مبنی کلمات وعبارات کے دفاع میں ''شطح، مستی وغلبہ حال'' کا بہانہ بناتے ہوئے شرم آنی چاہئے کہ ان کے ہاں نبی ﷺ کی گستاخی وتوہین کے مرتکب کا حکم دیگر کفریات سے بڑھ کر ہے کہ چاہے ہوش میں نہ ہو یا اس کی زبان قابو میں نہ ہو یا مستی کی حالت میں ہو تب بھی شرعی فتویٰ سے بچ نہیں سکتا۔

اب ہم ذیل میں ان صریح کفریہ وگستاخانہ کلمات کو پیش کرتے ہوئے ان ضمنی اعتراضات کا جواب عرض کرتے ہیں جو ساقی صاحب نے ان حوالہ جات پر کئے ہیں:

۱۔ شبلی رسول اللہ (نعوذ باللہ)

۱) خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات ''فوائد الفواد'' سے اس کفریہ کلمے پر پیش کئے گئے ہمارے پہلے حوالے میں صاف موجود ہے کہ شبلی نے بیعت کے لئے آنے والے شخص کو جان بوجھ کر کفریہ کلمہ پڑھایا اور جسے مرید نے پڑھ لیا۔ شبلی نے اس کفریہ کلمہ پڑھانے کی

وضاحت کر دی کہ ''اللہ کے رسول وہی ہیں میں تو تیرے اعتقاد کا امتحان کر رہا تھا۔'' یہ وضاحت بالکل واضح کر دیتی ہے کہ بریلوی بزرگوں کی تسلیم شدہ اس روایت کے مطابق شبلی نے شطح و مستی میں نہیں بلکہ ہوش و حواس میں سب کچھ سمجھنے کے باوجود اپنے نام کا کفریہ کلمہ مرید سے پڑھوایا۔

احمد رضا بریلوی نے کلماتِ بے ادبی کو چاہے کسی کی طرف منسوب ہو، بلا رَدّ و انکار نقل کرنے یا حکایت کرنے کو بھی گستاخی شمار کرنے کا اصول تفصیل سے بیان کر رکھا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ص ۶۳۲۔۶۳۳) لہٰذا شبلی کا جان بوجھ کر کلمہ کفریہ و گستاخانہ اپنے مرید سے پڑھانا، مرید کا پڑھنا اور اس حکایت کا رَدّ کئے بغیر خواجہ نظام الدین کا اسے بیان کرنا رضا خانی اصول کے مطابق گستاخی و توہین میں برابر ہیں۔

۲) بریلوی پیر جماعت علی شاہ لاثانی کے خلیفہ حکیم محمد شریف کی لکھی ہوئی اور بریلویوں کے اکابرین میں شامل بزرگ حکیم خادم علی سیالکوٹی کی تائید و تصدیق شدہ کتاب ''منازل الابرار'' سے پیش کئے گئے ''شبلی رسول اللہ'' کے کفریہ کلمہ پر ساقی صاحب بالکل خاموشی سے نظریں چرا گئے ہیں۔ جس میں نہ صرف شبلی کی جانب سے یہ کفریہ کلمہ پڑھانے کا تذکرہ ہے بلکہ بریلوی بزرگوں کی جانب سے اس صریح کفر کی بھرپور تائید بھی موجود ہے کہ ''یہ چیزیں طریقت کے رموز ہیں اور درست ہیں۔ عوام نہیں سمجھ سکتے۔ خواص اور سالکانِ طریقت کو ان چیزوں کو سمجھ کر عمل پیرا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔''

''شبلی رسول اللہ'' جیسے کفریہ و گستاخانہ کلمہ کو پڑھنے پڑھانے والوں اور اس کو بھرپور تائید اور پسندیدگی سے نوازنے والے ان بریلوی اکابرین کی وکالت کرنے والوں کو کیا ذرا بھی اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا خوف نہیں۔

۲۔ چشتی رسول اللہ (نعوذ باللہ)

۱) بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ''تحقیق الحق'' کی فارسی عبارت میں یہ کفریہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' صاف موجود ہے۔ بریلوی پیر مہر علی شاہ کی اس عبارت کا

ترجمہ کرتے ہوئے مولوی فیض احمد گولڑوی نے ''چشتی'' کے بعد بریکٹ میں (سالک) کا اضافہ کر دیا ہے۔حالانکہ اس بات سے بھی مراد صرف یہ ہے کہ چشتی جو کہ سالک ہے (نعوذ باللہ) ''رسول اللہ'' ہے کیونکہ پیر مہر علی شاہ کی پوری فارسی عبارت کا مطلب یہی ہے کہ سالک (سلوک کی منزلیں طے کرنے والا) جب حقیقت محمدیہ کا مظہر بن جاتا ہے تو یہ کلمہ کہتا ہے۔پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی واضح اور اصل فارسی عبارت کے برخلاف ،مولوی فیض احمد گولڑوی کے بریکٹ میں کئے گئے اضافے کو بنیاد بنا کر ساقی بریلوی نے بلا دلیل محض سینہ زوری سے دھوکہ دیتے ہوئے لکھا:

''یعنی چشتی رسول اللہ نہیں یہاں سالک کا لفظ پوشیدہ ہے اور اصل عبارت یہ ہوگی کہ چشتی سالک رسول اللہ'' (الحقیقہ ص ۴۶)

عرض ہے کہ اس طرح کی صریح کفریہ وگستاخانہ عبارات میں ''ہوگی یا ہوگا'' سے کچھ حاصل نہیں۔اس عبارت میں ''چشتی رسول اللہ'' نہیں کا دعویٰ محض جھوٹ ہے کیونکہ اصل فارسی عبارت میں یہ کفریہ وگستاخانہ کلمہ کسی اضافے کے بغیر صریح الفاظ میں موجود ہے۔

۲) ''فوائد فریدیہ'' میں موجود اس کفریہ کلمے کی وضاحت میں ساقی صاحب صرف شطح کا بہانہ ہی بنا سکے ہیں جس کا تفصیلی جواب اوپر گزر چکا ہے نیز آنے والے حوالے میں اس کفریہ کلمہ کی تفصیل موجود ہے۔

۳) ''فوائد السالکین'' میں ''چشتی رسول اللہ'' کے کفریہ کلمہ پڑھانے کی تفصیل موجود ہے کہ محض مرید کا اعتقاد جانچنے کی خاطر یہ باطل وگستاخانہ کلمہ پڑھایا گیا۔مرید نے بھی اس کفریہ کلمے کا اقرار کیا اور پڑھ لیا تو خواجہ معین الدین نے اسے بیعت کر لیا۔نیز بعد میں بھی اپنے اس کفریہ کلمے کی تائیدیں کی، کہ مرید سے کہا: ''تو نے ایسا کہہ دیا اس لئے سچا مرید ہو گیا۔اور در حقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔''

ایسے صریح کفریہ وگستاخانہ کلمات کو پڑھانا اور اس کے پڑھنے والے کی ایسی

زبردست تائید، پھر بھی ڈھٹائی سے ایسے کھلم کھلے کفر وتوہین کی وکالت ...؟ اللہ کی پناہ!

٤) بریلویوں کے نزدیک نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تصدیق شدہ کتاب ''سبع سنابل'' میں بھی یہ صریح گستاخانہ وکفریہ کلمہ موجود ہے نیز اس کی تائید بھی موجود ہے کہ میر عبدالواحد بلگرامی نے اس کفریہ کلمے کی وضاحت میں خود بھی لکھا کہ ''لہٰذا پیر کے ساتھ صدق یہی ہے کہ ظاہر و باطن کی کسی حالت پر ذرہ برابر اعتراض نہ کرے۔''

یہ تمام حوالہ جات بالکل کسی شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتے کہ بریلوی بزرگوں نے جان بوجھ کر ہوش وحواس میں سب کچھ جاننے کے باوجود ''چشتی وشبلی رسول اللہ'' کے صریح کفریہ کلمات کو پڑھانے والوں اور پڑھنے والوں کی بھرپور تائید بھی کی۔

۳۔ انگریز رسول اللہ (نعوذ باللہ)

بریلوی کتب سے ہماری پیش کردہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی پیر میاں شیر محمد شرقپوری نے ایک نوجوان سے ''انگریز رسول اللہ، لندن کعبۃ اللہ'' کا کفریہ وگستاخانہ کلمہ کہنے کو کہا۔ اس کے باوجود ساقی بریلوی نے لکھا: ''نہ تو حضرت میاں صاحب نے وہ کلمات پڑھائے.... بلکہ حضرت میاں صاحب نے تو ایک شخص کو خلافِ شرع کام پر ٹوکتے ہوئے اور شرم دلاتے ہوئے احساس دلایا....'' (الحقیقہ ص ٤٦)

یہ اصول خود بریلوی اکابرین وعلماء کا تسلیم شدہ ہے کہ گستاخانہ کلمات کہنے والے کی مراد جو بھی بیان کی جائے حکمِ کفر ٹل نہیں سکتا۔ ''انگریز رسول اللہ، لندن کعبۃ اللہ'' کے الفاظ کا گستاخانہ ہونا اظہر من الشمس ہے اور بریلوی پیر صاحب نے ان الفاظ کو خود سے کہا ہے۔ اب چاہے یہ غصہ ہو، شرم دلانے کے لئے ہو یا خلاف شرع ٹوکنے کا بہانہ ان گستاخانہ کلمات کو ان بریلوی پیر صاحب نے باہوش وحواس بلا اکراہ ادا کیا ہے۔ کیا شرم دلانے کے لئے کفر وگستاخی جائز ہے؟

بریلوی غزالی زماں احمد سعید کاظمی نے لکھا: ''توہین رسالت پر حکمِ کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد ونیت اور اس کے قرائنِ حال کو نہیں دیکھا جائے گا،

ورنہ توہین کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔'' (گستاخِ رسول کی سزا...ص ۴۱)

احمد رضا بریلوی نے لکھا: ''کیا بلا ضرورت باختیار خود کفر بکنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب کہ دل سے نہ ہو، اس دل سے نہ ہونے کا عذر منافقین پیش کر چکے اور اس پر واحد قہار سے فتوائے کفر پا چکے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۹۹)

اس کی وضاحت میں مزید لکھا: ''یہاں وہ ضرورت معتبر ہے کہ حدِ اکراہ شرعی تک پہنچی .....کوئی اسے قتل کر دیتا یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیتا یا آنکھیں پھوڑ دیتا، کچھ بھی نہ ہوتا اس کے ایک رونگٹے کو بھی ضرر نہ پہنچتا، تو یقیناً اس نے بلا اکراہ وہ کلماتِ کفر بکے اور واحد قہار عز جلالہ نے کلماتِ کفر بکنے میں کافر ہونے سے صرف مبتلائے اکراہ کا استثناء فرمایا ہے....

یہاں اکراہ تو در کنار ایک رونگٹے کو بھی نقصان نہ پہنچتا تھا ایک دھیلا بھی گرہ سے نہ جاتا تھا.....لہٰذا جو بلا اکراہ کلمہ کفر بکے بلا فرقِ نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے''

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۰)

لہٰذا ''چشتی رسول اللہ''، ''شبلی رسول اللہ'' اور ''انگریز رسول اللہ'' کے کفریہ کلمات پڑھانے والوں اور ان کے قائلین کا صریح واضح کفر نیت، مقصود، قرائن وغیرہ کے باطل پردوں میں چھپ نہیں سکتا۔ کیا ان کفریہ کلمات کے قائلین کے مقاصد کی ضرورت حدِ اکراہ شرعی تک پہنچتی ہے....؟ اگر نہیں تو پھر اپنے بڑوں کے کفر و گستاخی کو چھپانے کی خاطر بریلی کے تسلیم شدہ شرعی اصولوں کی دھجیاں اڑانے کا کیا فائدہ؟

آخر میں بریلوی حضرات کے لئے ان کے اعلیٰ حضرت کا ایک اصول مزید پیش خدمت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''یا اُس کے جلسہ میں لا إله إلا الله فلاں رسول الله اُسی مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اسی پر راضی ہو جائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۲۸)

بریلوی اعلیٰ حضرت کے ان اعلیٰ اصولوں کے پیش نظر عرض ہے کہ ہم بیچاروں پر برسنا

فضول ہے۔ آپ کے اعلیٰ حضرت چشتی، شبلی وانگریز رسول اللہ کے کفریہ کلمات پڑھانے والوں، پڑھنے والوں اوران کی بالرضا تائید کرنے والوں پر خود فتویٰ کفر عائد کر چکے ہیں۔

تنبیہ: ''شبلی، چشتی، انگریز رسول اللہ'' (نعوذ باللہ) کے صریح گستاخانہ وکفریہ بریلوی کلمات کے مکمل اور تعارفی حوالہ جات کے لئے اصل مضمون ''عقیدہ ختم نبوت اور بریلویت'' (ماہنامہ ضرب حق، نومبر ۲۰۱۱ء شمارہ نمبر ۱۹) ضرور ملاحظہ کریں۔

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیو بند اور وہابی

بعض جدید دیو بندی ''علماء'' اہلِ حدیث پر طنز کرنے کے لئے انہیں وہابی کہتے ہیں، لیکن قدیم دیو بندی ''علماء'' اپنے آپ کو وہابی کہتے تھے۔

۱) آل دیو بند کے مناظر محمد منظور نعمانی نے کہا: ''اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔'' (سوانح محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۰)

۲) اشرف علی تھانوی دیو بندی نے کہا: ''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔'' (اشرف السوانح ۱/۴۵)

۳) تبلیغی جماعت کے ''شیخ الحدیث'' محمد زکریا دیو بندی نے کہا:

''مولوی صاحب! میں تم سے بڑا وہابی ہوں۔'' (سوانح محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۲)

۴) اشرف علی تھانوی نے کہا تھا: ''ہمارے اکابر اہل بدعت کی مذمت میں بھی غلو نہ فرماتے کیونکہ اہل بدعت اگر اپنے علماء کے کہنے سے غلطی اور دھوکے میں ہیں تو معذور ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے اور اگر قصداً ایسا کرتے ہیں تو مواخذہ فرمائیں گے ہم کیوں اپنی زبان گندی کریں اس لئے اپنے بزرگوں کو کچھ زیادہ کہتے یا لکھتے ہوئے نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جاویں'' (ملفوظات تھانوی ۲/ ۲۴۹ ملفوظ نمبر ۳۶۲)

حافظ زبیر علی زئی

فرض، سنت اور اجتہاد وغیرہ کیا ہے؟

جناب بشیر احمد نظامی صاحب (مقیم: مقامِ حیات، سرگودھا) نے فرض، سنت اور واجب وغیرہ کے بارے میں چند سوالات پوچھے تھے، ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

سوال (۱): اجتہاد کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: ہر مکلّف انسان پر فرض ہے کہ اللہ اور رسول یعنی قرآن وحدیث پر ایمان لائے اور قرآن وحدیث سے اجماعِ اُمت کا معصوم عن الخطأ یعنی حجت ہونا ثابت ہے۔

جس مسئلے میں ان ادلۂ ثلاثہ (قرآن، حدیث یا اجماع) سے ہمیں دلیل نہ ملے تو اس حالتِ مجبوری میں اجتہاد کرنا جائز ہے، بشرطیکہ سلف صالحین کے آثار اور تشریحات کو مدِ نظر رکھا جائے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**إذا حکم الحاکم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإذا حکم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر.**''

حاکم جب فیصلہ کرے تو اجتہاد کرے، پھر اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر اجتہاد کر کے فیصلہ کرے، پھر اسے غلطی لگے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب أجر الحاکم إذا اجتھد فأصاب أو أخطأ ح ۷۳۵۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حاکم، قاضی اور مسئول عالم کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ (سنن ترمذی: ۲۶۷۶ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)

خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح (بن الحارث) رحمہ اللہ کو جو تحریری حکم دیا تھا، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱: کتاب اللہ سے فیصلہ کرو۔

۲: اگر کتاب اللہ میں تجھے نہ ملے تو سنت (حدیث) سے فیصلہ کرو۔

۳: اگر کتاب اللہ اور سنت سے تجھے نہ ملے تو اجماع سے فیصلہ کرو۔

۴: اگر کتاب اللہ، سنت اور اجماع میں بھی نہ ملے تو اجتہاد کرلو یا پیچھے ہٹ جاؤ اور تمھارے لئے پیچھے ہٹ جانا بہتر ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۵۴۳ ح ۲۲۹۹۰ وسندہ صحیح، سنن دارمی: ۱۶۹)

سوال (۲): اجتہاد کسے کہتے ہیں؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: عربی لغت میں مطلقاً کوشش، جدوجہد اور محنت کو اجتہاد کہا جاتا ہے۔

(دیکھئے القاموس الوحید ص ۲۹۰)

اور اصطلاحِ علماء میں فقیہ (یعنی کتاب وسنت اور اجماع وآثار کے عالم) کی اس آخری کوشش اور فیصلے کا نام اجتہاد ہے، جو کسی معاملے یا مسئلے میں (قرآن، حدیث، اجماع اور آثار سلف صالحین کو مدنظر رکھتے ہوئے) حکم شرعی کا ظن غالب حاصل کیا جائے۔

کسی نامعلوم یا متنازعہ مسئلے میں تحری (حق معلوم کرنے کے لئے خوب کوشش) کرنا بھی اجتہاد ہے، مثلاً ایک شخص جنگل میں ہے اور نماز کا وقت ہو چکا ہے، لیکن اسے قبلہ (کعبہ بیت اللہ) کی صحیح سمت معلوم نہیں تو وہ شخص حتی الوسع اجتہاد کرے گا اور ظن راجح کی بنیاد پر نماز پڑھے گا۔ (دیکھئے صحیح بخاری قبل ح ۴۰۲)

تنبیہ: یاد رہے کہ کتاب وسنت اور اجماع کے صریح مقابلے میں ہر شخص کا اجتہاد مردود ہے۔

سوال (۳): سنت کیا ہے؟

جواب: سنت کے کئی معنی ہیں، جن میں سے تین زیادہ مشہور ہیں:

۱: طریقۂ خاص، ضابطہ، سیرت، فطرت اور عادت وغیرہ جیسا کہ کتبِ لغت میں مذکور

ہے۔

۲: فرض کے مقابلے میں سنت، جیسا کہ شروح الحدیث اور کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔

۳: حجت ہونے کے لحاظ سے سنت کا لفظ حدیث کے مترادف ہے، جیسا کہ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "وإذا أطلقت في الشرع فإنما يراد بها ما أمر به النبي ﷺ ونهى عنه وندب إليه قولاً وفعلاً، مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في أدلة الشرع: الكتاب والسنة أي القرآن والحديث."

اور جب شریعت میں (سنت کا لفظ) مطلقاً بولا جائے تو اس سے مراد وہ ہے جس کا نبی ﷺ نے حکم دیا، منع کیا اور قول وفعل سے اس کی طرف راہنمائی فرمائی، اس کے بارے میں جس کا (صریح) بیان کتاب عزیز میں نہیں اور اس وجہ سے شرعی دلائل کے بارے میں کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث کہا جاتا ہے۔ (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر ج ۲ ص ۴۰۹ سنن)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: "وإذا اتصل الحديث عن رسول الله ﷺ وصح الاسناد فهو سنة." اور جب رسول اللہ ﷺ تک صحیح سند سے متصل حدیث ثابت ہو جائے تو وہ سنت ہے۔ (آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۱۷۷، وسندہ صحیح)

امام شافعی کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ (حجت ہونے کے لحاظ سے) حدیث و سنت مترادف الفاظ ہیں یعنی سنت اور حدیث ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

تنبیہ: حجت ہونے کے لحاظ سے حدیث اور سنت میں فرق سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب کشتئ نوح میں کیا تھا اور موجودہ زمانے کے منکرینِ حدیث اس مزعوم فرق میں مرزا قادیانی کے نقوشِ قدم پر گامزن ہیں۔

دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام کی تقدیم (ج ۲ ص ۱۹۔۲۰)

سوال (۴): واجب کیا ہے؟

جواب: عربی لغت میں واجب کا مطلب: لازم، ضروری، فرض اور فریضہ ہے۔

احادیث صحیحہ میں واجب کا لفظ دو معنوں پر مستعمل ہے:

۱: فرض

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ حق واجب ہے، سوائے چار کے: غلام، عورت، چھوٹا بچہ یا مریض۔ (سنن ابی داود: ۱۰۶۷)

اس حدیث کی سند سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ صحابی تک صحیح ہے اور صحابۂ کرام کی مراسیل بالاتفاق مقبول ہیں، لہٰذا یہ سنت صحیح ہے۔

اس حدیث میں واجب سے مراد فرض ہے۔

۲: سنت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بالغ پر جمعے کے دن کا غسل واجب ہے۔ (صحیح بخاری: ۸۷۹)

اس حدیث میں واجب سے مراد سنت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے (جمعہ کے دن) وضو کیا تو بہتر اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو افضل ہے۔

(سنن ابی داود: ۳۵۴ وسندہ حسن روایۃ عن عن سمرۃ کتاب والروایۃ عن الکتاب صحیحۃ.)

تفصیل میری کتاب نیل المقصود میں ہے۔

ثابت ہوا کہ محدثین کرام کے نزدیک فرضیت کے لحاظ سے واجب اور فرض ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی گکھڑوی کڑمنگی نے لکھا ہے:

''علماء احناف کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم اگرچہ فرض اور واجب کا فرق کرتے ہیں لیکن دیگر علماء اور فقہاء کے نزدیک فرض و واجب کا ایک ہی مفہوم ہے''

(الکلام المفید ص ۲۲۸، الحدیث حضرو: ۹۴ ص ۳۷)

سوال (۵): فرض کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغت میں فرض کا معنی لازم کرنا، ضروری قرار دینا وغیرہ ہے۔

(دیکھئے القاموس الوحید ص ۱۲۲۰)

اور یہاں فرض سے مراد ضروری اور لازمی ہے۔

تنبیہ: فرض کے دوسرے معنی بھی ہیں مثلاً کسی کی منشا کے بغیر کوئی کام سپرد کرنا، سر

مڑھنا اور تھوپنا۔

ان معانی کے لئے قرائن صحیحہ کا ہونا ضروری ہے۔

سوال (٦): قولِ راجح سے کیا مراد ہے؟

جواب: مختلف اقوال میں سے (جن میں بظاہر تعارض معلوم ہو) ایک قول کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرنا یا اسے صحیح قرار دینا قولِ راجح کہلاتا ہے۔

لغت میں غالب، وزن سے جھکے ہوئے اور قابلِ ترجیح کو راجح کہا جاتا ہے۔

(دیکھئے القاموس الوحید ص٦٠٠)

سوال (٧): مستحب کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغت میں مستحب کی اصل حبّ ہے اور اسی میں سے استحب (پسند کرنا) ہے۔

علی بن محمد بن علی الجرجانی کی کتاب التعریفات میں ہے کہ "**وقیل: المستحب ما رغب فیه الشارع ولم یوجبه**" اور کہا گیا: جس میں شریعت رغبت دلائے اور واجب قرار نہ دے، وہ مستحب ہے۔ (ص٢١٣)

یعنی جس چیز کا ثبوت قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد سے ملے، لیکن شریعت اسلامیہ نے اسے فرض، واجب یا سنت قرار نہ دیا ہو تو وہ مستحب اور نیتِ خیر کے ساتھ مسنون ہے۔

مثلاً غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا سنت و مستحب ہے۔

(١٣/ اپریل ٢٠١٢ء)

سوال: نسوار سگریٹ نوشی، نشہ آور شربت اور دیگر نشہ آور چیزیں حرام یا مکروہ ہیں؟

الجواب: نسوار، سگریٹ نوشی اور نشہ آور اشیاء حرام ہیں، جس کے کئی دلائل ہیں۔ مثلاً:

١: ہر نشہ آور چیز حرام ہے جیسا کہ صحیح اور متواتر حدیث میں آیا ہے۔

٢: اپنے آپ کو قتل کرنا اور نقصان پہنچانا حرام ہے۔

٣: خبیث چیزیں کھانا حرام ہے اور نسوار اور سگریٹ دونوں خبیث ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے حکم التدخین فی الاسلام (١١/ جولائی ٢٠١٠ء)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند اور تنقیصِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اہل حدیث کے خلاف تقریر و تحریر میں آلِ دیوبند کی ایک روش یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت کے خلاف اپنے عقائد و اعمال کو چھپانے کے لئے اہل حدیث کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرح کرتے ہیں۔

ایک دیوبندی اسماعیل جھنگوی نے لکھا ہے: ''غیر مقلد اپنے من مرضی کی تشریح دین میں کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرامؓ کو رکاوٹ دیکھتے ہیں تو ان پاک ہستیوں پر بھی تبرّا سے باز نہیں آتے۔'' (تحفہ اہل حدیث حصہ سوم ۴۷)

اہل حدیث پر طنز کرتے ہوئے جھنگوی نے مزید لکھا ہے: ''ایک نیا حوالہ ملاحظہ فرمائیں اور وہابی کی فہم دانی کی وسعت کا اندازہ لگائیں۔ یہ میرے ہاتھ میں فتاویٰ برکاتیہ ہے، جس کے ص ۳۶ پر لکھا ہے۔

''عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل اگر صحیح سند کے ساتھ بھی ثابت ہو تو نبیؐ کے عمل کے خلاف ان کا عمل ہمارے لیے دلیل نہیں ہے!''

اس عبارت کو بار بار دیکھیں پڑھیں غور کریں کہ اس سے صحابہ کرامؓ پر اپنی عقل و فہم کو فوقیت دی جا رہی ہے یا نہیں۔'' (تحفۂ اہل حدیث حصہ سوم ص ۴۹)

دوسری طرف آل دیوبند کے ''مفتی'' محمد تقی عثمانی نے کہا: ''اب صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اثر رہ جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو اس میں شدید اضطراب ہے، دوسرے اگر بالفرض اسے سنداً صحیح مان بھی لیا جائے تو بھی وہ ایک صحابی کا اجتہاد ہو سکتا ہے، جو حدیثِ مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں...'' (درس ترمذی ج ا ص ۲۸۳)

نیز مشہور دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی نے کہا: ''نیز! موطا امام مالکؒ میں امام مالکؒ اپنے بلاغات میں نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ قُبلہ (بوسہ) سے وضو

کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ مگر یہ منقطع روایت صحاح کی روایات کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اگر اسے صحیح بھی مانا جائے تو یہ ابن مسعودؓ کا اپنا مسلک اور فتویٰ ہوگا جس کو ان صحاح کی روایات اور رئیس المفسرین ابن عباسؓ کی تفسیر کی وجہ سے اس کو ترک کردیا جائے گا۔ ابن مسعودؓ کے بعض اقوال کو احناف نے ترک بھی کردیا ہے۔'' (تقریر ترمذی ص ۱۹۶)

قارئین کرام! آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جس عبارت پر جھنگوی صاحب کو اعتراض ہے، تقریباً اسی طرح کی عبارتیں آلِ دیوبند کے اکابر کی بھی ہیں، لیکن آلِ دیوبند اپنے اکابر پر جھنگوی کی طرح طنز نہیں کرتے۔

اب آلِ دیوبند کو آئینہ دکھانے کے لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آلِ دیوبند یا ان کے اکابر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:

۱) سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے متعلق آلِ دیوبند کے ''شیخ الہند'' محمود حسن دیوبندی نے کہا: ''حنفیہ کہتے ہیں کہ فاطمہؓ کو سکنیٰ اس لئے نہ دلوایا گیا کہ وہ زبان دراز تھیں۔''

(تقاریر شیخ الہند ص ۱۳۳)

۲) آلِ دیوبند کے پیر مشتاق علی شاہ نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے: ''...(خدا جانے سچ کہتی ہے یا جھوٹ بولتی ہے)'' (ترجمان احناف ص ۱۹۹)

۳) ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''اور یہ عبادہ مجہول الحال ہے (میزان الاعتدال)'' (تجلیات صفدر مطبوعہ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد ۱۵۲/۳، جزء القراۃ بحاشیہ امین اوکاڑوی ص ۱۳۱ تحت ح ۱۵۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض میں یہ لوگ جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اوکاڑوی کے اس جھوٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے لکھا ہے: ''یاد رہے کہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں میزان الاعتدال کا حوالہ اوکاڑوی صاحب کا سیاہ جھوٹ ہے۔ میزان الاعتدال میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجہول الحال کا کوئی فتویٰ موجود نہیں ہے۔ والحمد للہ'' (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۲۶)

٤) حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی نے کہا: ''یہ کہ اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ معتبر نہیں''

(توضیح ترمذی ص ۴۳۶ طبع مدنی مشن بک ڈپو مدنی نگر کلکتہ ۱۵ ہندوستان)

یہ ٹانڈوی صاحب کا صحابی کی توہین کے ساتھ صریح جھوٹ بھی ہے۔

۵) آلِ دیوبند کے بزرگ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے کہا: ''رات کو خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت ہوئی انہوں نے ہمیں سینہ سے لگایا ہم اچھے ہوگئے۔''

(ملفوظات تھانوی ۲۴/۲۵۴)

ایسی گستاخیوں کے متعلق آلِ دیوبند یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ خواب کا واقعہ ہے، لیکن اگر کوئی آلِ دیوبند کے کسی ''عالم'' سے کہے کہ تمھاری ماں یا بہن نے مجھے خواب میں اپنے سینے سے لگایا تو انھیں کتنی تکلیف ہوگی۔!

نیز ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے لکھا ہے: ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے مگر برے خوابوں کا لوگوں سے تذکرہ نہ کیا جائے'' (ارمغان حق ۲/ ۲۵۸)

٦) آلِ دیوبند کے ''مفتی'' تقی عثمانی صاحب کا اپنے ہی ''عالم'' کے متعلق اعلانِ حق پیشِ خدمت ہے، چنانچہ تقی عثمانی صاحب نے کہا ہے: ''لیکن صاحب ہدایہ کی یہ توجیہ حضرت ابومحذورہؓ کی فہم سے بدگمانی پر مبنی ہے، جو مناسب نہیں۔''

(درس ترمذی ۱/ ۴۵۵ مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ثابت ہوا کہ تقی عثمانی صاحب کے نزدیک بھی صاحبِ ہدایہ (ملا مرغینانی حنفی) نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی کا اظہار کیا ہے اور یہ نامناسب ہے۔

۷) تبلیغی جماعت والے طارق جمیل دیوبندی نے کہا: ''تو حضرت عمرؓ ایسے بھیگی بلی بنے سن رہے، ایسے سن رہے۔'' (بیاناتِ جمیل ص ۸۳ جلد دوم طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۸) منیر احمد منور دیوبندی نے سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھا ہے: ''جواب نمبر (۲)... ثانیاً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن

عباسؓ زمانہ نبوت میں بچے تھے پس ممکن ہے کہ جب نبی ﷺ کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ تم میں سے جو چاہے نماز جمعہ پڑھے اور جو چاہے لوٹ جائے یہ خطاب صرف اہل دیہات کے لئے تھا لیکن یہ دونوں حضرات اس کی پوری مراد نہ سمجھ سکے اور اس کو ہر ایک کے لئے سمجھ لیا تو اسی اپنی بچپن والی سماعت وفہم کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عمل کیا اور عبداللہ بن عباسؓ نے تصدیق کی اور فرمایا اصاب السنۃ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جانب سے جو اعلان ہوا تھا یہ عمل اس کے مطابق ہے حالانکہ وہ اعلان اہل دیہات کے لئے تھا جبکہ ان ہر دو حضرات نے بچپن کی وجہ سے اس کو عام سمجھ لیا تھا اور اب تک وہی بات ان کے ذہن میں تھی۔'' (نماز عید کے اختلافی مسائل پر حنفی تحقیقی جائزہ ص ٦٧)

قارئین کرام! اسی مضمون کے شروع میں ہم حسین احمد دیوبندی کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو رئیس المفسرین کہا، لیکن منیر احمد منور دیوبندی نے ان کی سماعت وفہم پر اعتراض کر دیا۔

٩) سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**وکان أحدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ و قدمہ بقدمہ**'' اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا۔'' (صحیح بخاری: ٧٢٥)

اس روایت کا مذاق اڑاتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نابالغ تھے اور پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اس قول کو مکمل بھی نقل نہیں فرمایا۔ ان کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس کے بعد یہ بھی نقل کیا ہے ولو ذھبت تفعل ذلک لتریٰ أحدھم کأنہ بغل شموس ص ۳۵۱ ج ۱) اگر تو آج اسی طرح ٹخنے ملائے تو دیکھے گا کہ یہ لوگ (صحابہ وتابعین) بدکے ہوئے خچروں کی طرح بھاگیں گے۔ ظاہر بات ہے بڑی عمر کا عقل مند آدمی نابالغ کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت انسؓ نے اپنے بچپنے میں جو کام کیا بچوں کے ساتھ وہ روایت کیا، لیکن جب وہ بڑے ہو گئے تو صحابہ وتابعین

ان کے بچپنے کی عادت سے بیزار تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ ٹخنے ملانا نہ سنت نبوی ہے نہ سنت صحابہ، اگر یہ سنت یا مستحب ہوتا تو صحابہ وتابعین کبھی اس سنت سے بیزار نہ ہوتے (امین اوکاڑوی)''

(حاشیہ امین اوکاڑوی علیٰ صحیح بخاری ج ا ص ۳۷۰ ا، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

امین اوکاڑوی کے برعکس سیدنا انس رضی اللہ عنہ بذاتِ خود فرماتے ہیں:

'' قدم النبي صلی اللہ علیہ وسلم المدينة و أنا ابن عشر و مات و أنا ابن عشرين ''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا اور جب آپ فوت ہوئے تو میں بیس سال کا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ باب ۱۷ ح ۱۲۵/ ۲۰۲۹ وترقیم دارالسلام: ۵۲۹۰، درسی نسخہ ج ۲ ص ۱۷۴، الحدیث حضرو ۲۶ ص ۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیس سال کے بالغ نوجوان تھے، لہٰذا اوکاڑوی نے انھیں نابالغ بچہ کہہ کر جھوٹ بھی بولا ہے اور ان کا مرتبہ گھٹا کر توہین بھی کی ہے۔

اوکاڑوی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انھوں نے صحابہ وتابعین کو خچروں سے تشبیہ دی تھی اور صحابہ وتابعین ان سے بیزار تھے بلا دلیل ہے، بلکہ خود اوکاڑوی کا نظریہ تو یہ تھا کہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے بدعتی لوگ بھی پیدا ہو گئے تھے جنھوں نے نماز کو بھی تبدیل کر دیا تھا۔ (دیکھئے تجلیات صفدر ۴/ ۲۶۷، صلوٰۃ الرسول پر تحقیقی نظر ص ۱)

تنبیہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ میں ''یہ لوگ'' سے مراد صحابۂ کرام نہیں بلکہ زمانۂ تابعین کے بعض مجہول اشخاص ہیں اور ان کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں۔

اور آلِ دیوبند کے ''فخر المحدثین'' فخر الدین احمد دیوبندی نے بھی لکھا ہے:

''حضرت ابو ہریرہؓ کے آخری زمانہ میں تو یہ صورت معلوم ہوتی ہے کہ تکبیرات انتقال کا ترک عام ہو گیا تھا'' (غیر مقلدین کیا ہیں؟ ج ا ص ۵۲۵ تا ۵۲۶)

نیز لکھا ہے: ''روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں تکبیراتِ انتقال برائے

نام رہ گئی تھیں، اس لیے حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی پر زور دیا، شمار کرانا وغیرہ شروع کیا۔''

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ ص ۵۲۶)

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا انداز سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی توہین ہے۔

۱۰) سرفراز صفدر صاحب کے بیٹے عبدالقدوس خان قارن نے کہا: ''احناف میں سے عیسیٰ بن ابان نے (جو کہ امام شافعیؒ کے ہم عصر ہیں) کہا ہے کہ مصراۃ والی حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ چونکہ غیر فقیہ ہیں اس لیے ان کی یہ روایت قیاس کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک ہے اور اسی سے بعض حضرات نے اصول فقہ کی کتابوں مثلاً نور الانوار ص ۱۸۳ اور اصول الشاشی ص ۷۵ وغیرہ میں لکھ دیا ہے مگر یہ نظریہ جمہور احناف کا نہیں بلکہ صرف عیسیٰ بن ابانؒ کا ہے۔''

(خزائن السنن جلد دوم ص ۱۰۷، تالیف عبدالقدوس قارن)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو حجت ماننا تو درکنار یہاں تو آلِ دیوبند کے اکابر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہہ کر ان کی بیان کردہ حدیث کو ہی متروک کہہ ڈالا ہے اور اپنے خود ساختہ قیاس کو ترجیح دی ہے۔ یہ اتنی بڑی گستاخی ہے کہ اس کا احساس بعض آلِ دیوبند کو بھی ہوا، چنانچہ انور شاہ کشمیری صاحب نے کہا: ''حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہہ کہنا اور پھر یہ کہنا کہ غیر فقیہ کی روایت کا اعتبار نہیں یہ ایسی بات ہے کہ اس کو کتابوں سے نکال دینا چاہیے (العرف الشذی ص ۳۹۴)'' (خزائن السنن جلد دوم ص ۱۰۸، از عبدالقدوس قارن)

لیکن افسوس کشمیری صاحب کی اس بات پر ابھی تک عمل نہیں کیا گیا۔

دیوبندیوں کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ نے نور الانوار پر ایک جامع تعلیق سپرد قلم کی ہے۔ اس کی تیسری جلد ص ۲۴۵ تا ۲۴۶ پر باحوالہ اٹھارہ (18) فقہائے احناف سے ثابت کیا ہے کہ انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہا ہے۔

۱۱) شبلی نعمانی صاحب کے متعلق سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''مشہور مورّخِ اسلام اور حنفی عالم'' (احسن الکلام ص ۳۷ جلدا)

اور دوسری جگہ لکھا ہے: ''شمس العلماء مورخِ اسلام علامہ شبلی نعمانیؒ''

(احسن الکلام ص ۴۲۰ جلدا)

نیز دیکھئے الکلام المفید (ص ۲۴۷)

شبلی نعمانی نے لکھا ہے: ''صحابی کی سمجھ کوئی دلیل نہیں''

(سیرۃ النعمان 'کامل' ص ۱۳۸، دارالاشاعت کراچی)

۱۲) امین اوکاڑوی نے یہ تسلیم کیا ہوا ہے کہ نورالانوار میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جاہل کہا گیا ہے۔

دیکھئے تجلیات صفدر (۳/ ۴۶۶، مناظرہ کوہاٹ کی جھلکیاں) اور فتوحات صفدر (۲/ ۷۰)

اوکاڑوی نے اس کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہا: ''پروفیسر صاحب کو میں نے کہا تھا کہ نورالانوار کے حاشیہ پر اس کا جواب لکھا ہوا ہے۔ میں نے حاجی صاحب کو نشان لگا کر دے دیا ہے۔ اب جو بات صاحب کتاب نے لکھی ہے ہم قطعاً اس کی جرأت نہیں کر سکتے یہ ہے بے ادبی کی بات۔'' (فتوحات صفدر ۲/ ۷۵)

اوکاڑوی نے گستاخی کرنے والے کا دفاع کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے:

''جس طرح قاری صاحب غلطی کر رہے ہیں اور سامع اس کو صحیح کر دے پھر اس غلطی کو پیش کرنا ایسے آدمی کا کام ہے جس کا دامن دلائل سے بالکل خالی ہو۔'' (فتوحات صفدر ۲/ ۷۰۔۷۱)

قارئین کرام! اس کا فیصلہ آپ خود کریں کہ کیا صحابی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنے والا شخص اور بھول کر قرآن غلط پڑھنے والا شخص ایک برابر ہیں؟!

تنبیہ: اس مضمون میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں دیوبندی ''علماء'' کے جو حوالے درج کئے گئے ہیں، ہم ان دیوبندی حوالوں میں گستاخانہ الفاظ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم نے انھیں مجبوراً نقل کیا ہے، تاکہ لوگوں کو دیوبندیوں کا اصل چہرہ معلوم ہو جائے۔